

حسرت و ایل نمبر ۲۶۵



سفر نامہ

مقامات



میدان ظهور است در بزمی

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریقیت فخر العلماء قدّۃ السالکین
زید العارفین امام العاشقین مولینا الحاج محمد ذاکر بگوی نور اللہ مرقدہ

منجانب

اراکین حزب الانصار ^{بھیہ}

پنجاب

اغراض و مقاصد | تبلیغ و اشاعت اسلام ۱۲، اصلاح رسوم
۱۳، احیا و اشاعت علم دینیہ۔

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی بی ۵ زیادہ
خرچہ ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض
اعانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص متصور ہوں گے ایسے حضرات
کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ بنوا کریں گے۔

(۲) غریب و مفلس اشخاص اور طلبہ کے لئے رعایتی قیمت سالانہ ۱ روپیہ مقرر ہے
(۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جاتا ہے چندہ رکھنے
کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

(۴) نمونہ کار پیسہ ہر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
(۵) رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم کو بھیجہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے محکمہ ڈاک کی
بے عنوانیوں اور دیہات کے چٹھی رسالوں کی غفلت اکثر رسائل راستہ میں تلف
ہو جاتے ہیں اسلئے جس صاحب کو تاریخ تک رسالہ ملے وہ اطلاع دیدیا کریں
ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (جملہ خط و کتابت و ترسیل زربنامہ)

بیچرز رسالہ سالانہ اسلام ^{بھیہ} ہونی چاہئے

بَابُ الْحَدِيثِ

حضرت مسیح ابن مریم کی آمد ثانی !!

آں حضرت علیہ السلام کی زبانی !!

رازا بوحسب اللہ صاحب امرتسری

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک نے اعتراض یہ بھی کیا ہے والحب من

القوم انهم یفصون من نزول عیسیٰ نزوله من السماء ویزیدون

لفظ السماء من عندہم ولا یجد انرا منہ فی حدیث

(ترجمہ) اور تعجب ہے قوم سے کہ وہ سمجھتے ہیں نزول عیسیٰ سے ان کا اُترنا آسمان سے

اور آسمان کا لفظ اپنے پاس سے زیادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں اس کا کوئی

نشان نہیں پایا جاتا۔ (حکامۃ البشر ص ۸۸ کا حاشیہ)

مولوی غلام رسول صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ "نزول کے معنی آسمان سے

اُترنے کے کہاں کچھ ہیں؟ پھر حدیث میں لفظ سما کا نہیں جو خواہ مخواہ آسمان

سے اُترنا ہی مراد لیا جائے۔" (رسالہ اظہار حقیقت ص ۲۴)

جواب الزامی۔ رسالہ تنجید الاذیان باب ۱۹۶ ص ۱۹۶ کے صفحہ نمبر ۵

اور اخبار بد مورخہ ۱۹۶ ص ۵ پر ہے۔ "فرمایا کہ دیکھو میری بیماری

کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ جو اس طرح وقوع

میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا۔ تو دو زرد چادریں

اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ

کی۔ اور ایک پیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت لبول۔"

نوٹ: دیکھیے کہ مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ میخ آسمان پر سے اترے گا۔

تحقیقی جواب: حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاسماء والصفات کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں: اخبرنا ابو عبد اللہ المحافظ قال حدثنا ابو بکر بن اسحاق قال اخبرنا احمد بن ابراہیم قال حدثنا ابن بکیر قال حدثني الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى ابي قتادة الانصاري قال ان ابا هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم واما مكم منكم + رواه البخاري في الصحيح عن يحيى بن بكير واخرجه مسلم من وجه اخر عن يونس: (ترجمہ حدیث) حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ اے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم آسمان سے اترے گا۔ اس حالت میں کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

نوٹ: اس روایت میں سماء کا لفظ موجود ہے۔ مگر مرزائی بڑے ضدی تھے ہیں۔ بجائے ملنے کے اپنی ہٹ پر اڑے رہتے ہیں۔ اور اس روایت کے متعلق کچھ اعتراض کرتے ہیں جن کا جواب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۔ اس روایت کے آگے لکھا ہے کہ اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم نے دوسرے طریق سے یونس سے تخریج کی ہے۔ حالانکہ صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں لفظ سماء نہیں ہے۔

جواب: واضح ہو کہ حدیث کی کتابیں دو طرح کی ہیں۔ ایک ایسی جن میں سند روایت درج ہے جیسے صحاح ستہ مسند احمد اور موطا وغیرہ۔ دوسرے ایسی جن میں پہلی قسم کی کتابوں سے حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ سند درج نہیں کی گئی۔ مثلاً راوی کا نام لکھ دیا گیا ہے۔ جیسے مشکوٰۃ شریف۔ اور کنز العمال۔ امام بیہقی کی کتاب

الاسماء والصفات ایسی کتاب نہیں ہے۔ جس میں دوسری کتابوں سے حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ بلکہ اس کتاب میں حضرت امام بیہقی اپنی سند سے حدیث لاتے ہیں۔ ان کا بخاری و مسلم کا ذکر کرنا صرف اپنی سند اور روایت کی تائید کے لئے ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہی الفاظ بخاری و مسلم میں ہوں :

اعتراض نمبر ۲۔ چونکہ یہ کتاب (کتاب الاسماء والصفات) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد غیر احمدیوں کے ہاتھوں سے ۱۳۱۳ھ میں مطبع انوار احمدی الہ آباد میں چھپی ہے۔ اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہ لفظ مولویوں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہو۔ ریویو بابت ماہ مارچ ۱۹۲۲ء صفحہ ۸۵)

جواب: کتاب الجواز والعلات مع مجمع الاسامی والصفات (مطبوعہ ۱۲۹۷ھ مطبع فاروقی دہلی) کے صفحہ ۲۵۹ پر ہے۔
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم واما مکم منکم۔ ساقہ البیہقی بسندہ

یہ کتاب تو مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت سے ۱۱ برس پہلے یعنی ۱۲۹۷ھ یا ۱۸۸۰ء کی چھپی ہوئی ہے۔ یہاں بھی وہی الفاظ ہیں یہ لفظ مولویوں نے تو نہیں بڑھایا۔ البتہ مرزا صاحب قادیانی نے حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۸۸ و ۸۹ پر الفاظ من السماء نہ نقل کرتے ہوئے اپنے خائن ہونے کا ثبوت دیا ہے :

اعتراض نمبر ۳: تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ پر یہ روایت بحوالہ احمد و بخاری و مسلم و بیہقی موجود ہے۔ مگر اس جگہ لفظ سا نہیں ہے (ریویو بابت ماہ مارچ ۱۹۲۲ء صفحہ ۸۵)

جواب: واضح ہو کہ درمنثور تفسیر کے مصنف نے احمد و بخاری و مسلم و

بیہقی میں سے تین کتابوں کے الفاظ کو اختیار کیا ہے۔ یعنی کثرت کا خیال کیا ہے۔ چونکہ بخاری و مسلم و احمد میں لفظ سماء نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے تین کتابوں کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کی خیانت

کتاب حمانۃ البشر کے عربی کے صفحہ ۸۸ و ۸۹ پر لکھا ہے۔ ثم اعلم ان ادعاء الإجماع في عقيدة رفع عيسى حياً بجسمه العنصري باطل وكذب صريح قال ابن اشير في كتابه الكامل ان اهل العلم قد اختلفوا في عيسى هل رفع قبل الموت او بعدة فبعضهم ذهبوا الى انه رفع قبل الموت وبعضهم ذهبوا الى انه مات الى ثالث ساعات او سبع ساعات وذهب فريق من المعتزلة والجمعية انه ما رفع بجسمه العنصري بل مات ورفع بالرفع الروحاني وما يكون نزوله الا نزولاً روحانياً كما كان الرفع روحانياً وقد اثبت البخاري موته في صحيحه بكتاب الله وحديث رسوله وقل بعض الصحابة فاین ثبت الإجماع على رفعه حياً وعدم موته وكذلك ما اتفق المسلمون على دفنه في قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال العين في شرح البخاري قيل يدفن في الارض المقدسة وكذلك اختلف في موضع نزوله وفي حديث ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ينزل اخي عيسى ابن مريم على جبل افئق اماما هاديا حكما عادلا بيده حربة لقتل الدجال وتضع للحرب اوزارها (ص ۸)

” فلا شك ان حربة قتل الدجال حربة روحانية منزلة

من السماء كما يدل عليه حديث روى عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينزل اخي عيسى بن مريم على جبل افئفئ اماما هاديا حكما عادلا بيده حربته يقتل به الدجال (ص ۸۹)

جواب را، گمراہ فرقہ معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح عیسیٰ کے ساتھ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے۔ اس باطل جماعت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جہانی سے انکار کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام عبدالمطلب رحمہ اللہ شریف کی کتاب البیوانیت والنجواہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے۔ مگر معتزلہ و جہمیہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے منکر ہیں۔ جیسا کہ ندوی شرح صحیح مسلم شریف کی جلد دوم کے صفحہ ۲۰۳ پر لکھا ہے۔ اور معتزلہ و اور جہمیہ یہ ہرگز نہیں کہتے ہیں۔ کہ مسیح کا نزول روحانی طور پر ہوگا۔ مرزا صاحب کا ان کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ ”وَمَا يَكُونُ نَزْوُلُ الْاَنْزُولِ اِلَّا نَزْوُلًا رُوحَانِيًا كَمَا كَانَ الِرْفَعُ رُوحَانِيًا“ صحیح نہیں ہے۔ معتزلہ و جہمیہ زمانہ حال کے نیچری مذہب والوں (مقلدین سرسید احمد خان صاحب) کی طرح حضرت مسیح کی حیات کے منکر تھے۔ مگر نزول روحانی کے بھی قائل نہ تھے۔

۱۲ کتاب کنز العمال جلد ۷ ص ۲۶۸ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص ۵۶ و حج الکرامہ کے ص ۲۲ پر ہے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔ ”قال ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فعند ذلك ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء على جبل افئفئ اماما هاديا وحكما عادلا عليه برنس له مربوط الخلق اصلت سبط الشعر بيده حربته يقتل به الدجال فاذا قتل الدجال تضع الحرب اوزارها فكان السلام فليفي الرجل الاسد فلا يهيجه وياخذ الحية فلا تضرها وتبنت الارض كبناتها على عهد ادم و يومئذ به اهل الارض و يكون الناس اهل صلة واحدة“ روایت کیا اس کو اسحق بن بشیر اور ابن

عسا کرنے) لوٹ: ہر مزار صاحب قاضی نے الفاظ جن السماء نقل نہیں
کئے۔ اور قرآن شریف میں ہے وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ

”ایک اور دلیل حیات و نزول مسیح پر“

دالفت (صحیح بخاری شریف جلد اول کے صفحہ ۴۸۹ پر ہے۔ اَنَّ ابَاهُ يُوْقِي
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ
بَابِنِ مَرْيَمَ وَالْاَنْبِيَاءِ اَوْلَادُ عَلَاتٍ لَيْسَ اَبْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ -
ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ میں لوگوں سے قریب
ہوں عیسیٰ ابن مریم سے اور پیغمبر علقمی بھائی ہیں۔ اور میرے اور اُس کے درمیان
کوئی نبی نہیں ہوا۔“

جب سنن ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ پر ہے۔ ”حضرت ابی ہریرہؓ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے
اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور تحقیق وہ نازل ہونے
والا ہے۔ پس جب دیکھو اُس کو پس اُس کو پہچان لو۔ کہ وہ ایک مرد ہے میانہ قد
سرخ بے مائل سفیدی (یعنی گنرم گون رنگ) درمیان دو چادروں کے ہوگا۔
اُس کے سر سے قطرے گرتے ہوں گے۔ حالانکہ ان کو غمی نہ پہنچی ہوگی۔ پس
وہ اسلام پر لوگوں کے ساتھ تقاضہ کریں گے۔ پس صلیب کو توڑیں گے۔ اور
خزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیرہ موقوف کر دیں گے۔ اور اللہ ان کے زمانے میں
اسلام کے سوا سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا۔ اور اللہ ہلاک کر دے گا مسیح
الذال کو پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہیں گے۔ پھر فوت
ہو جائیں گے۔ پس مسلمان اُن پر نماز پڑھیں گے۔“

نوٹ: ان دونوں صحیح مرفوع متصل حدیثوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ آنے والا مسیح وہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔

الف، حضرت نجاشی بادشاہ حبش کے دربار میں تقریر کرتے ہوئے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ "ان اللہ بعث فینا رسولہ وھو الرسول الذی بشریہ عیسیٰ برسول یأتی من بعدہ اسمہ احمد" قال یقول فیہ قول اللہ ھو روح اللہ وکلمتہ اخرجہ من البتول العذراء لم یقبل بها بشر" (مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

ب، مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ پر ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان روح اللہ عیسیٰ بن مریم نازل فیکم فاذا ارایتوہ فاعرفوہ رجل مریع الی الحمرة والبیاض علیہ ثوبان مھمران کان رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلک فیداق الصلیب ولیقیل الخنزیر و یضع الحزبۃ ویدعو الناس الی الاسلام فیھلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال وتفتح الامنة علی اهل الارض حتی ترعی الاسود مع الابل والانمو مع البقر والذیاب مع الغنم یلعب الصبیان مع الحیات کما تضرعہم فیملک اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون

نوٹ: ان دونوں روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم روح اللہ ہی قیامت سے پیشتر تشریف لائے والے ہیں

ماہِ حِزبِ میں {جملہ حازنین و قارئین اپنے حلقہ اثر سے ازکوۃ کی رقوم فراہم کر کے جنام ناظم حزب الانصار بحیرہ ارسال فرمائیں۔ حزب الانصار کے ذمہ اس وقت ہر ایک کا ایک ہزار روپیہ سے زیادہ قرضہ ہے۔ رقوم زکوۃ سے اس قرضہ کا ادا ہونا ضروری ہے۔ (میں خبر)

بلا الفقه

تحقیق المسائل و جواب تفاسرات

۱۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلم الحکیم
 واضح ہو کہ رسالہ شمس الاسلام بحیرہ پنجاب بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء میں تصفیہ
 ۲۲ و ۲۳ یہ عبات فقیر کی نظر سے گزری۔ کہ ماہ جون کے رسالہ شمس الاسلام کے صفحہ
 ۴ پر جواب ۱۲ سے اکثر علمائے کرام نے اختلاف کا اظہار فرمایا ہے۔ ایسے حضرات کی
 خدمت میں التماس ہے۔ کہ اپنی تحقیق روانہ فرمائیں۔ رسالہ میں درج کردی جاوے گی۔ پس
 جانا چاہئے کہ جواب ۱۲ میں نسبت معمول قل یعنی سوم وغیرہ میت کے جو کھاسے
 کہ سوم وغیرہ رسوم اور حیلہ اسقاط خلاف سنت اور ناجائز امور میں
 بلا کسی قید اور پابندی تاریخ آوردن کے محض لوجہ اللہ فقر و مساکین
 کو صدقہ دے کر ثواب اس کا میت کو پہنچا دیا جاوے۔ تو یہ درست ہے
 فی الحقیقت یہ جواب نادرست و خلاف تحقیق و بلا سند کتب معتبرہ متداولہ کے
 ہے۔ یہ فقیر بھی اس جواب کے خلاف ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ایسی بات کی نذر ماننا جس
 میں فقر کو نفع ہو و ازین قبل بظن ثواب میت محمولات سوم و چہارم و دہم و ہستم و
 جہم بقید تاریخ آوردن ہو یا بلا قید اور ان تقاریب میں طعام و شراب وغیرہ فقرا
 کو دینا اور دعوت و ضیافت اقران صاحب کی کرنا یہ سب درست ہے۔ مگر اس میں
 خلوص نیت و احتراز منوعات ضرور ہے۔ مخالفین کو جو اس میں انکار ہے۔ اور
 عالمان پر ان اعمال کے جو تشیع و تکرار ہے۔ اس پر لحاظ کرنا نہیں چاہیئے۔ اگرچہ
 وہ لوگ بھی عبارات بعض کتب غیر متداولہ کی منہ ہونے میں ان اعمال کے نقل کرتے
 ہیں۔ مگر یہاں پر نصائغ امر قابل لحاظ کے ہے۔ کہ باعتبار اور وثوق سند پر

نظر و جستجو کی جائے۔ یا قوت اور ضعف دلیل پر بنظر تحقیق گفتگو کی جائے یہ تقدیر
 اول ظاہر ہے کہ جب سندان اعمال و امثال اس کے احادیث صحاح اور کتب معتبرہ
 مثل فتاویٰ عالمگیری اور شرح سفر السعادت و ترجمہ مشکوٰۃ شریف و دستور القضاۃ
 وغیرہ میں موجود ہے۔ اس کے مقابلہ میں کتب غیر مستندہ و غیر متداولہ پر اعتبار کرنا کاب
 روا ہے۔ اور بتقدیر دوم اگر دلائل و تحقیقات مذکورہ بالا سے قطع نظر بھی ہو۔ تو بھی
 بطور تنزل اسی قدر کافی ہے۔ کہ جب تک ناجوازی بدلیل منہ شرعی واجب التسلیم ثابت
 نہیں ہوگی تب تک ان سب افعال میں جو محمول بہت سے فضلاء اور صلحا کے ہیں مجرد
 اس دلیل سے کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ کہ یہ سب عمل صدر اول سے منقول نہیں ہے
 جیسا کہ تقریر اس کی بخوبی تمام بیان ہوئی۔ کہ واسطے منع ہونیکے مجرد عدم النقل کافی و
 مقبول نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ رسم سوم وغیرہ مکرات و منہیات سے خالی کھ
 کر عمل میں لائیں۔ تو کچھ ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ درست و جائز ہوگا۔ کیونکہ اس میں
 محمول قرآن خوانی و خیرات فقرا و مساکین کا ہے۔ اور جو لوگ ناخواندہ و غیر حرف شناس
 ہوتے ہیں۔ دانہ ہائے نخود پر لا الہ الا اللہ یا قل ھو اللہ احد واسطے ایصال ثواب
 میت کے پڑھتے ہیں۔ اس میں کوئی قباحت یا ممانعت شرعی نہیں ہے۔ بلکہ حدیث شریف
 میں آیا ہے کہ جو کوئی میت کے لئے ایک لاکھ بار لا الہ الا اللہ پڑھے۔ اور ثواب اس کا
 میت کو بخشے۔ تو اس کو عذاب نہ لگے۔ اور اگر وہ قابل عذاب نہیں ہے۔ تو اس کے
 درجات بلند کئے جائیں گے۔ تفسیر غزیری سورہ اخلاص کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ
 سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد کو حدیث شریف میں ثلاث یعنی تہائی قرآن قرار دیا۔
 پس تین تین مرتبہ ایک ایک دانہ نخود پر پڑھنا جیسا کہ محمول ہے ایک ایک ختم کا ثواب
 ہر دانوں پر ہوگا۔ اور شخص صیص دانہ نخود کی آسانی کے لئے ہے۔ کہ سہل الحصول ہے
 بعد فراغت دانہ ہائے نخود کو فقرا و طلباء کو دے دیتے ہیں۔ یہ دوسرا ایک ثواب کی
 ہوتا ہے۔ اور قل اور قرآن خوانی کیلئے تیسرا دن جو بنظر مصاحت کے بزرگوں مقرر

کیا ہے تو ایسا تعین قواعد شرعیہ سے ثابت ہے۔ مولوی تراز علی رحمۃ اللہ علیہ
 رسالہ ہدایت النجیدین لے مسائل العیدین میں ضمن جواز مصافحہ و معافقہ عیدین کے
 اس رقم کی تعین میں افادہ فرماتے ہیں حکمیکہ اصل آں در شرع شریف ثابت
 است پس تعین در وقت خاص بسبب اندراج اس وقت در اوقات نبوت
 آں اصل روا گرد و زیر اکہ چوں اصل شے در اوقات مشروع شد
 پس وقت معین ہم یکے از افراد اوقات آں مطلق باشد بجهت
 تحقق مطلق و افراد (لے ان قال) بریں مطلب آنکہ تذکرہ و موعظت
 بجائے نفع و ہدایت مردمان در جمیع اوقات موکد و مستحب است و
 تعین روزے از روزائے متہتہ و یا تاریخ از تاریخائے ماہ و سال
 جائز است چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روزِ پنجشنبہ را بجائے
 موعظت مقرر فرمودہ اند۔ و امام بخاری دریں مسئلہ بابے علیحدہ منعقد کرد
 انتھے' بلخصاً ہمارے اس وقت میں اکثر علماء نے جمعہ کا دن متین رکھا ہے و عطف
 کے لئے پس ایصال موتی کے لئے بھی علی الدوام جائز اور شرع سے ثابت للصل
 ہے جس طرح و عطف کہنا علی الدوام جائز۔ لیکن تیسرا دن و چہلم وغیرہ مخصوص کیا گیا۔
 واسطے مصالحت کے جس طرح حجرات کو واسطے و عطف کے خاص کیا حضرت ابن مسعود صحابی
 رضی اللہ عنہ نے اور یہاں بھی تعین سوم میں مصالحت یہ ہے کہ دارثان میت کے
 تعزیت کے واسطے شرع شریف میں تین دن مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ان ایام
 میں آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہے۔ اور اسی لئے بزرگان دین نے ایک
 سال تک واسطے صدقات اور خیرات میت کے اہتمام پینچین ایام سوم و چہلم
 وغیرہ کیا تاکہ وارثوں کو بھی بتدیج انتظام آسان ہو۔ اور موتے کو بھی فائدہ نواب تھا
 سال بھر تک ہوتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نقیہ
 پارہ عم و القمر ذالسنی کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اول حالتیکہ مجبور و جدا شدن

روح از بدن خواہ شد کہ فی الجملہ اتر حیات سابقہ و الفت تعلق بدن و دیگر یوفان از ابناء جنس خود باقیست (اے ان قال) ولہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در آنجا میگوئید دعوی اصلی یعنی بگذارید مرا نماز بخوانم و نیز وارد است کہ مردہ در آن حالت مانند غریق است کہ انتظار فریادری سے برد و صدقات و ادعیه و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار آوے آید و از نیجاست کہ طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام مینمایند و روح نیز در قرب موت در خواب و عالم تمثیل ملاقات زندگان سے کنند و مافی الضمیر خود را اظہار سے نماید لنخفق۔ ہذا نالہم فی ہذا الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالحق والصدق والصواب و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولینا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین :

(بکاتب فقیر محمد شرف الدین الصلح اللہ علیہ از مقام سری دیو پکنہ بہرام ضلع شاہ آباد)

۴۔ شمس الاسلام جلد ۳ نمبر ۹ میں ایک استفسار شایع ہوا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا شرع میں جائز ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ جائز ہے۔ شرع میں اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ اجازت ہے۔ قرآن و احادیث کا عموم اس دعا کو بھی شامل ہے۔ اجیب دعوتہ اللع اذا دعان میں یہ دعا بھی داخل ہے۔ ادعونی استجب لکم اسکو بھی شامل ہے۔ آیت و افعلوا الخیر لپنے اطلاق کے سبب اسکو حاوی۔ حدیث او علیہ صلکم یدعوہ سے اس کی اجازت ثابت۔ حدیث ما من عبد بسط کفہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللہم الہی والہ ابراہیم میں ہر نماز کے بعد دعا

مانگنے کی فضیلت۔ اور حدیث بیہقی اذا فرغ احدکم من صلوٰۃ فلیدع
 میں بعد فراغت از نماز دعا مانگنے کا امر۔ اور ظاہر ہے کہ نماز حیارہ من وجہ نماز
 ہے۔ اس لئے اس سے فارغ ہونے کے بعد بھی بوجب اس حدیث کے دعا مانگنا
 چاہئے۔ اس مسئلہ میں راقم نے ایک مبوط رسالہ لکھا ہے جس میں تمام اعتراضات
 کے جوابات ہیں۔ ڈیڑھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر راقم سے مل سکتا ہے۔ چلنے کا پتہ
 ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں۔ ضلع سیالکوٹ۔
 (۳) کہ شریعت نے مذبح کو حلال اور محذور کو حرام کیں فرمایا۔ اس کا جواب
 نیز ایسے کئی اور مسائل کا جواب جن کے متعلق اکثر لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ شریعت
 نے ایسا کیوں کیا۔ صوف یہی ہے کہ ہمارا ایک خدا ہے جس نے ہماری ہدایت
 کے لئے جناب رسول کریم ﷺ کو بعوث فرمایا۔ اس خدا نے
 اس رسول کی معرفت ہمارے لئے مذبح کو حلال اور مردار کو حرام فرمایا۔ اہل
 علم حضرات اس حکم کی اشاعت کرنے والے ہیں۔ اور اس پر عمل کرنا اور کرنا
 ان کا کام ہے۔ شریعت بنانے والے نہیں کہ ان سے پوچھا جائے۔ کیا
 کیوں بنایا۔ قانون شریعت بنانے والے خدا اور اس کا رسول ہیں۔
 یہ سوال ان کے حق میں گستاخی ہے۔ اور بڑی غلطی ان علماء کی ہے۔ جو
 ایسے سائلوں کو کچھ نہ کچھ جواب ضرور دے دیتے ہیں۔ حالانکہ ممکن ہے جو
 جواب انہوں نے خود سمجھ کر اپنی آنکھ سے دیا۔ خدا اور رسول کے نزدیک
 وہ صحیح نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور وجہ حرمت ہو۔ ہاں اگر شریعت نے کوئی وجہ بیان کی ہو
 تو اس کا بیان کر دینا لازم ہے۔ ورنہ کہہ دینا چاہئے۔ کہ اس کی وجہ ہم نہیں جانتے
 خدا اور اس کا رسول جانے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

(ابو یوسف محمد شریف عطا اللہ عنہ کوٹلی لوہاراں)

صوفی اور تصوف

(راز مولوی قاضی فضل احمد صاحب نوشہری)

حضرت محمد صلوات اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے وہ اپنی شریعت کو مکمل اور محفوظ چھوڑ گئے۔ جس پر بموجب وعدہ خداوندی اکوئی مخالف اثر نہیں ہو سکتا۔ وہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں قائم رہیگی۔ اس کے ظاہر احکام کی تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کا فرقہ پیدا کیا ہے جن سے کوئی وقت خالی نہیں گذرا۔ وہ ہر زمانے میں موجود رہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے اس گئے گندے زمانہ میں بھی باوجود دنیاوی لالچ نہ ہونے کے سلسلہ تعلیم و تعلم با بر قائم ہے۔ اور یقیناً قائم رہیگا۔ ظاہر شریعت کی ہر خاص و عام کو ضرورت ہے۔ کوئی فرد بشر اس سے متشنی نہیں۔ مگر تشنگان معرفت الہی مترصدان فیض لامتناہی کی تشفی کے لئے ایسے فرقے کی ضرورت تھی جن کا ظاہر شریعت کے ظاہری احکام سے آراستہ اور باطن انوار الہیہ سے لبریز ہو۔ اور ان کی مجلس میں وہ تاثیر ہو جو صد سالہ عبادت میں نہیں ہو سکتی۔ اور ان پر مولوی رومی کا یہ شعر صادق آتا ہو۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء • بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

نکالو وہ انہیں خضر راہ بنا کر ان کے توسط اور وسیلہ سے شریعت کا باطنی حصہ حاصل کریں۔ جو بمنزلہ معزا اور اصل کہے ہے۔ اور اس کے بغیر نہ انسان اپنے نفس کو سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔ اور اس کے تربیہ اپنی روحانیت کو ترقی دیکر باری تعالیٰ کے قرب اور اس کی معرفت سے شرف اندوز ہوں۔ کیونکہ جو کچھ ہے۔ وہ اسی نفس میں ہے۔ اور اسی کے جاننے اور سمجھنے پر موقوف ہے۔ خلا وند پاک کا ارشاد ہے وَفِی الْفَسْکَمِ افْلَاحٌ تَبْصُرُونَ۔ اور تمہارے اپنے نفوس میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔)

ان بزرگانِ دین کا وجود جن کو صوفی اور اولیاء اللہ کے معزز خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ فرضی اور بناوٹی نہیں۔ بلکہ یہ امر واقعی ہے۔ کہ ہر زمانے میں ان کی ایک معین تعداد موجود ہوتی ہے۔ اور ممکن نہیں کہ اولیاء اللہ کی موجودگی کے بغیر دنیا قائم رہ سکے۔ اس لئے یہ خیال کہ بزرگانِ دین پہلے تھے۔ اور اب کوئی نہیں غلط اور باطل ہے چشمِ بصیرت کی ضرورت ہے۔ اور جستجوئے صادق کی ان کی فضیلت کے لئے یہ حدیث قدسی کافی ہے۔

مَنْ آذَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي (جس نے میرے ولی کو دکھ دیا اُس نے مجھ کو دکھ دیا) مگر بموجب قاعدہ ہر آنجا کمال استِ خارا است۔ جب باوجود مخبر صادق کے فراموشی کے کہ میرے بعد کوئی سچائی نہیں پیدا ہوگا۔ بے شمار مدعیانِ نبوت ہو گئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے فرمودہ کو پس پشت ڈال کر ان پر ایمان لائے ہیں۔ لہٰذا کوئی ممکن تھا کہ جھوٹے مدعیانِ نبوت نہ پیدا ہوتے اور اپنے بدترین افعال سے بندگانِ خدا کو بدراہ نہ کرتے۔ بلکہ یہ جھوٹے طوفانی بہت زیادہ تعداد میں موجود رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا موم نے فرمایا ہے

اے بابائیس آدم روئے بہت

پس ہر دستے نشاید داد دست!

تعجب ان پر ہے۔ جو ان کی ظاہر بد اعمالیوں کو دیکھ کر بھی ان سے کناہ کش نہیں ہوتے۔ اہدیہ نہیں سوچتے کہ جو خدا اور رسول کا نافرمان ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو قابلِ اتباع جانتے وہ ابلیسِ بشکلِ انسان ہے نہ بندہِ خدا۔ اور اس سے زیادہ تعجب ان پر ہے۔ جو ان بدنام کنندہ نیکیوں کو دیکھ کر اس

نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی اولیاء اللہ ہے ہی نہیں۔ جو کچھ ہے دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ اصلیت کا نام و نشان ہی مفقود ہے۔ اس مقصد کو مد نظر رکھ کر اکثر اہل قلم ان کی بد اعمالیوں اور فواحش کو پیش کر کے عوام الناس کو اس فرقہ سے متنفر کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے خیال میں اسے اسلامی خدمت تصور کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس فرقہ کو اس طور پر شکسے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر ان کا یہ خیال درست نہیں۔ کاش وہ علم تصوف سے واقف ہوتے۔ اور اصل و نقل یا بناوٹ میں تمیز کر سکتے۔ اس وقت وہ قواعد تصوف کے مطابق متصوفین برائیاں بیان کر کے صوفیائے کرام کی خوبیاں بھی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے تاکہ جو لوگ بہا فرتے کے گذشتہ بزرگوں کی خدمات اسلامیہ سے متاثر ہیں اور انہی سمجھ رکھتے ہیں کہ امت محمدی صاحب باطن لوگوں سے پاک نہیں ہو سکتی۔ وہ ان کی ان کوششوں کو ترغیب شیطانی کی طرف منسوب نہ کرتے بلکہ اس وقت یہ کوشش یقیناً خدمت اسلامی ملک تصوف کی اعلیٰ خدمت ہوتی۔

گذشتہ بزرگانِ دین میں سے جن لوگوں کے صاحب باطن ہونے پر تمام مسلمانوں اتفاق ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں بھی اپنی مثل اور نظیر نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے جہاں تصوف کی تعریف کی ہے۔ ادر سچے صوفیاء کے فضائل بیان کئے ہیں۔ وہاں انہوں نے متصوفین کی فریب کاریوں کو بھی عیان کر دیا ہے۔ تاکہ جن لوگوں کو اپنی روحانیت ان پاک ہستیوں کی تالاش پر مجبور کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلطی سے ان شعبہ بازوں اور مکاروں کے دام فریب میں پھنس کر محنت برباد اور گناہ لازم کے مصداق بن جائیں۔ اور بروز قیامت اس زمرہ میں داخل ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَالَّذِينَ ضَلَّ سَعِيمُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ اَلْهُمْ يُحْسِنُونَ** صنعاً ان کی تمام کوشش حیاتی دنیا میں ناجی ہو گئی ہے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں۔ کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں :

چونکہ یہ اسلام اور تصوف کی اعلیٰ خدمت ہے۔ اس لئے میں اس موقع پر کتاب احیاء العلوم مصنف امام غزالی علیہ الرحمۃ سے متصوفین کے چار فرقوں کا حال بطور خلاصہ پیش کرتا ہوں۔

فرقہ اول۔ اس فرقہ کے لوگوں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ پاکیزہ لباس زیب تن کر کے زیب سجادہ بن بیٹھتے ہیں۔ اور عوام الناس کو اس وہم میں ڈالنے کے لئے کہ وہ تفکر اور تدبیر میں مشغول ہیں سرخیا کر کے مراقبہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں پر اپنا اثر بٹھانے کے لئے ان کے روبرو ٹھنڈے سانس بھرتے ہیں۔ اور نرم نرم باتیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ریاضت اور مجاہدہ سے جو تصوف کی پہلی منزل ہے۔ کبھی چراتے ہیں اور اپنے آپ کو مخالف شرع امور سے نہیں باز رکھ سکتے۔

فرقہ دوم۔ اس فرقہ والے علم معرفت اور مشاہدہ کے مدعی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم صاحب حالات و صاحب مقامات ہیں۔ اور خدا کا قرب و مشاہدہ ہمیں حاصل ہے۔

ان الفاظ کو وہ بار بار دہراتے اور تکرار کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے رہتے ہیں۔ کہ یہ علم تمام علوم سے اعلیٰ و افضل ہے۔ حالانکہ وہ خود ان الفاظ کے معنوں سے بے خبر ہیں۔ اکثر جاہل آدمی ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان کے کلمات کو وحی الہی اور اسرار ربانی جان کر ان کا ورد شروع کر دیتے ہیں۔ وہ علمائے شریعت ربانی اور فضلاء زمانہ کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں کیونکہ اپنے خیال میں وہ انہیں اسرار الہی سے محروم اور علم اصلی سے ناواقف جانتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو محرم اسرار و مقرب بارگاہ الہی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسے آدمی خداوند تعالیٰ کے نزدیک منافق ہیں۔ اور صاحب باطن کے نزدیک حق اور جاہل۔ کیونکہ وہ علم اور خلق سے بے بہرہ۔ عمل سے کوئے۔ اور خدا شہادت نفسانیہ میں غرق ہیں۔ اور سبزیہ زبان ان کے پاس اور کچھ بھی نہیں؛

فرقہ سوم۔ یہ لوگ شریعت کے احکام سے بے پرواہ ہیں۔ ان کے نزدیک

حلال و حرام برابر ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ خدا کو ہمارے اعمال کی کیا ضرورت ہے۔ خدا
دل دیکھتا ہے۔ بدنی عبادت کی ضرورت نہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے
دل محبت الہی سے لبریز ہیں۔ اور خدا کی معرفت سے معمور۔ اس لئے ہمیں بدنی
تکلیف کی ضرورت نہیں۔ اور نہ خواہشات نفسانیہ سے اپنے آپ کو روکنے کی حاجت
وہ اپنے زعم میں یہ یگانہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بوجہ تہذیبِ انسانی اعمالِ بدنی سے بے خواہ
ہیں۔ اور ان کی روحانی قوت اتنی مضبوط اور اعلیٰ ہے کہ نفسانی خواہشات اور سرہا
ان کو اللہ تعالیٰ کے رستے سے نہیں روک سکتیں۔ یہ فرقہ اباحیہ کہلاتا ہے۔ ان کے
یہ تمام خیالات و سادس شیطانی ہیں۔ اور بوجہ اپنے آپ کو شریعت سے بالاتر قرار
دینے کے وہ کافر ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ)

فرقہ چہارم۔ یہ ریاکار صوفی ہیں۔ جو بظاہر بہترین صفات سے متصف ہیں
بتکلف صوفیاء کی خدمت کرتے ہیں۔ جو ان کے پاس جائے اس کے ساتھ
خوش خلقی اور تواضع سے پیش آتے ہیں۔ مہمان نوازی اور سخاوت کا بھی مظاہرہ
کرتے ہیں۔ مگر اس کا باعث ریاست کا شوق ہے۔ چنانچہ وہ حرام اور مشتبہ مال
جمع کرنے سے پرہیز نہیں کرتے اور اس کے خرچ کرنے سے ان کا مقصد مدد
کی کثرت اور ناموری ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ علاوہ انہیں اور بہت سے فرقے ہیں
جن کا استقصہ نہیں ہو سکتا۔ ان کتب تصوف کے مطالعہ سے ان کی طبیعت
میں قوت تمیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے ذریعے وہ سچ اور جھوٹ میں فرق کر
سکتا ہے :

زکوٰۃ } ماہِ حجب میں زکوٰۃ کی رقومِ فاظمِ حربِ الانصاف
بھیرہ کے نام ارسال فرما کر دارالعلوم غزنیہ
بھیرہ کو جاری رکھنے میں مدد دیں :



ایدیہم کا ترجمہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ ہرگز باندھکر نماز پڑھنا منافقین کی صفت ہے

۵۔ بریں علم و دانش بمباید گریست

۵۔ "استاذ العظمین فخر المستکملین مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ لکھنوی" آپ بولے تو ان کے علم کی تلمیح کھلی۔ اخبار الفقہ امت سر مورخہ ۵ جنوری ۱۹۲۷ء میں میرا ایک مضمون بعنوان شیعہ مذہب کی نصاریٰ سے مشابہت شائع ہوا جس پر آنحضرت نے رسالہ الواغظ لکھنؤ میں میرے مضمون کی تردید کی۔ اور محکمہ خبر نہ ہوئی۔ اب مجھے رسالہ مذکور ایک دوست سے ملا۔ ناظرین چونکہ آپ کا مضمون طویل ہے اور جواب اس سے دو گنا ہو گا۔ کوئی نہ تو اس کو رد کر دے کہ اس قصہ دراز است۔ اختصار کی خاطر آپ کی عبارت لفظ قال الرافضی کے ماتحت اور اپنا جواب لفظ اول کے ماتحت کر دے گا۔

از مے ہمہ مستی و غرور است و تکبر

و زما ہمہ بیچارگی و عجز و نیا ز است

اب فیصلہ ارباب علم پر رہا (قال الرافضی) کتاب کافی کی ایک حدیث مبارک کا حل) علی بن ابراہیم عن محمد بن عیسیٰ عن بعض اصحابنا عن ابی الحسن موسیٰ قال ان الله غضب علی الشیخۃ فخیرونی نفسی او هم فوقیت هم واللہ بنفسی : علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور بعض اصحاب نے امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ خدا شیعہ پر غضبناک ہوا۔ اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تم رمویا وہ رہیں۔ تو خدا کی قسم میں نے اپنے نفس کے لئے موت کو اراکی اور انہیں بچا لیا۔ تم حدیث میں غضبناک ہونے کا ذکر ہے۔ لیکن اس وجہ کا ذکر نہیں ہے جس کے لئے خدا غضبناک ہوا۔

(۲) غضبناک ہونا بتاتا ہے کہ شیعوں سے خلاف مرضی یا رجا کوئی بات ہوئی اور ممکن

ہے۔ کیونکہ شیعہ معصوم نہیں : رہی وجہ غضبناک شیعہ نہیں ہو سکتی ہے۔ اور
تغییر غضب علی الشیعہ بتاتی ہے۔ کہ یہ بات پہلے نہ تھی۔ اور اگر شیعہ خود ایک گناہ
فرض کی جائے۔ تو خلیس بھی العیاذ باللہ مجرم قرار پائیں گے۔ وان من شیعۃ لا
براہیم اور اگر صرف شیعیان اہل بیت مجرم قرار پائیں جیسا کہ اہل سنت کا دلیل ثابت
ہے۔ تو امام کا اپنی جان دے کر ان کا بچانا کیا معنی رکھیں گے؟
۴م، غضب کا تحقق موت سے نہوگا۔ ورنہ موت امام بھی معاذ اللہ اسی غضب کی
حصہ دار ہوگی۔ اور معلوم ہے کہ معصوم غیر معصوب ہے۔

جناب بن شارح صفائی نے وجہ غضب بھی لکھی ہے جس کے لئے خدا غضبناک ہوا
یعنی شیعوں نے ترک تقیہ کیا۔ ملاحظہ ہو صفائی شرح کافی کتاب الحجۃ فی موسم ۲۳۵
۵ گرچہ میگوئی کہ میدا نم نئے دانی ہوئے

آپ فرماتے ہیں کہ شیعہ معصوم نہیں۔ خوب۔ اب دریافت یہ کرنا ہے۔ کہ دوازدہ امام
شیعہ ہیں یا نہیں یا امید ہے کہ آپ ان کے شیعہ ہونے سے انکار نہ کریں گے سو
آپ کے فرمودہ کے مطابق وہ معصوم نہیں۔ حالانکہ آپ ان کو معصوم اعتقاد
کرتے ہیں۔ سید تصدق حین رضوی فرماتے ہیں۔ کہ سب امام مثل انبیاء کے پاک
معصوم اور مندرہ ہیں عملاً اور کوئی خطا ان سے صادر نہیں ہوئی۔ اول عمر سے
آخر تک ملاحظہ ہو کتاب تحفۃ الحوام حصہ اول صفحہ ۱۵۔ اگر آپ ان کی شیعہ
سے انکار کریں گے۔ تو آگے کیا غضب آیا کہ اب کا غضب شیعہ کو صفحہ ہستی سے
شاکر رہے گا۔

الحجاء ہے پاؤں مار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

نوجواب خدا کو شیعہ پر جو غضب آیا تو کسی محولی قصور پر نہیں آیا۔ شاید گناہ عظیم پر آیا
ہوگا۔ وہ گناہ عظیم کیا ہے کسی کو خدا کا شریک ٹھہرانا ان الشریکۃ الظلم عظیم

رشیہ) حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرت حسنؑ حضرت حسینؑ کو خدا مانتے ہیں۔ ملاحظہ
ہو تفسیر جن عسکری ص ۹۷ و تذکرۃ الائمہ ص ۱۰ و توضیح مقال ص ۱۵۸ اور تذکرہ
مشاہدات و حیات القلوب ص ۸۵ جلد سوم اور حق الیقین ترجمہ اردو ص ۱۰ پھر
توضیح مقال ص ۱۱۷ و یکم انوار الہدیٰ شیعہ مطبع یوسفی ص ۱۰۳ اب ان حالات کے متعلق
ہوئے اگر خدا شیعوں پر غضب نہ کرتا تو اس پر ترک واجب کر دیتا۔ الزام لگتا۔ کیونکہ
گنہگاروں پر عذاب کرنا بوجہ عقیدہ شیعہ واجب ہے۔ سو خداوند تعالیٰ نے
واجب کی ترک نہ فرمائی۔

یہ عجیب مجھ میں ہے اکبر : دل میں جو آئے کہہ گذرتا ہوں
فرطتے ہیں کہ وجہ غضب شیعہ نہیں ہو سکتی۔ فراموشی اس میں کیا احتمال ہے۔ اور
آیت وان من شیعۃ لا یرحمہم پیش کر کے آپ نے اپنی علمی لیاقت کو خوب
بے نقاب کیا ہے۔ خود غلط بود آنچه ما پسنداشتیم

جابل شیعوں سے سُنکر ہم کو ہنسی آیا کرتی تھی اب جب آپ جیسے مدعی
علم و فضل سے یہ بات سُنی تو ہماری حیرانی کی حد نہ رہی۔ جنو جناب آپ شاید لفظ
پر بھولے ہو۔ لیکن آپ کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ اسی قرآن میں یوں بھی ان فرعون
علاء فی الارض وجعل اہلہا شیعا پک س قصص اور وکالت کو لڑا
من المشرکین من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا پک س دم
رہ آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت و الجماعت دل سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ شیعیان اہل بیت
مجرم قرار پائیں۔ والا جاہ ! یہ آپ کا ظن ہے۔ جس کی نسبت خداوند تعالیٰ کا ارشاد
ہے ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا : جسے اہل سنت و الجماعت خدا کے
فضل سے تعقیب باز نہیں۔ یہ صفت اہل شیعہ کی ہے۔ کہ مٹنے سے محبت ظاہر کرنا اور
دل سے قتل پر آمادہ رہنا۔ چنانچہ وہ آپ کے شیعوں قریب و دور ہی تھے جنہوں نے اہل
بیت پاک کو خطوط لکھ کر کوفہ میں بلوایا۔ اور دھوکہ دیا۔ اور قتل و غارت کیا۔ یزید

عمر بن سعد بن شمر۔ زیاد بن محمد بن اشعث وغیر سب آپ کے محب اہل شیعہ ہی تھے
 ذرا جلاء العیون مجلسی ترجمہ اردو مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۲۳ کا مطالعہ کریں۔ کہ حضرت امام
 حسینؑ اپنے خطبہ میں اپنے شیعوں سے کس طرح خطاب فرماتے ہیں۔ اور تلی خاطر کیلئے
 کتاب مجالس المؤمنین اور ناسخ التواریخ اور جلاء العیون اور منتہی المقال اور ریاض الشہداء
 مطالعہ فرمائیے۔ جو دوست تھے وہ ہیں دشمن عجب ثمنا ہے
 اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو مجھے لکھ کر تسلی کر لیجئے۔

الزام اوروں کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

رہا آپ کا یہ فرمودہ کہ غضب کا تحقق موت سے نہ ہوگا۔ ورنہ موت امام بھی ممانعت
 اسی غضب کی حصہ دار ہوگی۔ واد صاحب خوب دُور کی سوچھی غضب کا تحقق۔
 موت امام سے ہو گیا جو کہ اظہر من الشمس ہے۔ رہا آپ کا فرمودہ کہ محصور غیر معصوم
 ہے۔ اس کی نسبت عرض ہے کہ آئمہ کی محصومیت قرآن کریم سے ثابت نہیں۔ اور
 آئمہ پاک خود بھی اپنی محصومیت سے بنیاد میں۔ کلام امام کو کتاب بیچ البلاغت اردو
 ص ۲ پر پڑھو۔ پھر آپ کا اس پر اس قدر ناز بیجا ہے۔ (قال الرافضی) ان
 جملوں کو بیان کر کے ہم حدیث کو یوں حل کرتے ہیں کہ اہل نظر کے سامنے سے
 پردہ ہٹ جائے۔ دھو ہڈا۔

جب خداوند عالم کسی کو نعمت عطا فرمائیے۔ تو اس کی قدر کرنا شکر یہ ہے اور
 کفرانِ نعمت اُس کی ناقدری کا نام ہے۔ یہ میرا مقولہ نہیں بلکہ خدائے عز و
 کلام کا مفاد ہے (لئن شکرتہ لازید منکم ولئن کفرتہ امان
 عذاب لشدید۔ اس آیت میں اس وعدہ و وعید سے کوئی فرق مستثنیٰ
 نہیں بلکہ جو ایسا کرے گا۔ وہ اُس کی جزا یا سزا پا لے گا۔ وجودِ امام چونکہ ایک
 بڑی نعمت ہے لہذا اس کا حفظ اور اس کی اطاعت وغیرہ تمام باتیں اس کے وجود کے
 شکر یہ میں محسوب ہیں۔ اس کا ترک موجب کفرانِ نعمت ہوگا۔ اور یہی وقت تو جو غضب

کا معین ہے۔ کیونکہ ناشکری موجب سلب نعمت ہے۔ اور سلب نعمت میں نتیجہ غضب ہے۔ چونکہ وہ لوگ خود دوستی کا دم بھرتے تھے۔ انہوں نے احکام کی اطاعت نہ کی۔ حضرت نے پہلے ہی فرمادیا تھا۔ کہ میری امامت کو شائع نہ کرنا۔ ورنہ خلفائے جور کے ہاتھوں میرے قتل کا سامنا ہوگا۔ (اقول) واہ جناب! کیا عمدہ حل فرمایا۔ آفرین کہیں پنجابی رسول قادیانی کی ہوا تو نہیں لگ گئی۔ ایسی ہی کرنا اس کا اور اس کی امت کا حصہ تھا۔ غرمانو نہ ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ دو زرد چادریں جن کا حدیث میں ذکر ہے وہ دو چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر یوں کی رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے۔ کہ ہمیشہ سر درد دورہ سر اور کئی خواب اور تشنجِ دلِ مرق کی بیماری کے دوے کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر ہے جو میرے نیچے حصے بدن میں ہے۔ وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بااوقات سوتو ذخیرات کو بایں کو پیشاب آتا ہے الخ ضمیمہ الجمعین ص ۳۷ و ۳۸ نمبر ۱۹

وجودِ امام ایک بڑی نعمت ہے جس کے ثبوت میں آپ نے آیت لئن شکرتکم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید پیش کی ہے۔ اس وقت کی دوستی کا دم بھرنے والوں نے کفرانِ نعمت کیا۔ اور امام کی اطاعت نہ کی تو آج کے دعویداروں کا کیا کہنا۔ وعدہ کیو تو پانی کی قسمت تو نہ تھی۔ شامت اعمال اہل شیعہ کو وصدید شدید کے ماتحت لے آئی۔ میری حیرانی کی حد نہیں رہتی۔ جبکہ اس بات پر غور کرتا ہوں۔ کہ اگر بالفرض وجودِ امام ایک نعمت مانی جائے۔ اور اسکی اطاعت وغیرہ تمام باتیں اس کے وجود کے شکر یہ میں محسوب مانی جائیں۔ تو آیت لئن شکرتکم لازیدنکم کے وعدہ کے مطابق بھلا ان کو زیادہ کیا کچھ ملتا۔ کیا علامہ صاحب اس بات پر روشنی ڈالیں گے؟

اب یہی بات یہ کہ حضرت امام نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ میری امامت کو شائع

نہ کرنا الخ۔ عرض ہے کہ یہ امام مہام کا نقیہ ہے جس پر عمل درآمد کرنیکی مذہب اہل
شیعہ میں بڑی تاکید ہے۔ میں اس کی توضیح کرتا۔ لیکن طوالت مضمون نے اجازت
نہ دی۔ ارادہ ملتوی کیا۔ محتسب را درون خانہ چہ کار

حضرت امام کی اس کلام سے بُردلی ظاہر ہوتی ہے اُصول کافی میں ایک
حدیث آتی ہے۔ عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام
یا سلیمان انکم علی دین من گتہ اغرہ اللہ ومن اذا عہ از لہ اللہ
را اُصول کافی سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ سلیمان نے کہ فرمایا امام
جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص
اس دین کو چھپا بیگا۔ اللہ اُس کو عزت دے گا۔ اور جو کوئی اس دین کو ظاہر
کرے گا۔ اللہ اُس کو ذلت دیگا۔

کبھی امر حق کو زباں پر نہ لانا | جو حق پوچھے کوئی تو ناحق بتانا
چھپاؤ گے حق کو تو عزت ملیگی | جو ظاہر کر دے تو ذلت ملیگی
وہ شیعو! تمہارا دین ایسا ہے جو ظاہر کرنے کے قابل نہیں۔ تمہارا قرآن اور
صحیفے ایسے جو ظاہر کرنے کے قابل نہیں۔ اور تمہارے امام ایسے جو ظاہر
ہونے کے قابل نہیں۔ اور ان کو ظاہر کرنے کی یاد دہش میں خدا کو شیعوں پر
غضب آیا۔ کہ سب شیعہ کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا ہتہ کر لیا۔ امام کا
بھلا ہو کہ اُس نے اپنی جان دیکر اُن کو چھڑا لیا۔ (قال الوافضی) چونکہ سلب
نعمت دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ یا تو نعمت ہی نہ ہے یا جو نعمت ہے۔ وہ
نہ رہیں۔ (اقول) شق اول تو کسی حد تک صحیح ہے۔ بشرطیکہ اول وجود امام
کو نعمت ثابت کیا جائے۔ اور شق ثانی فضول اور بچر ہے۔ (قال الوافضی)
امام نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے خدا نے اختیار دیا ہے۔ کہ یا تم رہو یا وہ رہیں مطلب
یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے احکام دو صورتوں میں میرے پیش نظر ہیں۔ یا تو

میں اپنے تمام دوستوں کو لیکر بارون الرشید سے جہاد کروں اور ان کو قتل کرادوں یا صورت حال پر صبر کروں یہاں تک کہ میری موت آن پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو بچا دیا۔ کیونکہ میں نے دشمن سے جہاد کرنے کی ان کو دعوت نہیں دی۔ اور خود وہ اسیری گوارا کر لی جس کا نتیجہ موت تھی۔ (اقول) سنئے جناب یہ سب آپ کی تاویلات باطلہ ہیں۔ جن کو حقیقت سے ذرا تعلق نہیں۔ ایک محقق شیعہ اپنی تحقیقات اس کے متعلق کیا پیش کرتا ہے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیعہ پر غضب کیا (کیوں؟) انہوں نے لقیہ چھوڑ دیا۔ پس اللہ نے مجھے اختیار دیا۔ کہ یا میں قتل کیا جاؤں یا وہ سب قتل کئے جائیں۔ تاکہ گناہ سے پاک ہو جائیں۔ بسبب ازار کے جو ہر ایک میں ہے دنیا میں پس میں نے شیعوں کو نگاہ رکھا۔ خدا کی قسم اپنی جان سے یعنی اپنا قتل ہونا اختیار کیا۔ تاکہ بیچ رہیں۔ کتاب صافی شرح کافی کتاب الحجۃ جزو سوم صفحہ ۲۳۔ عرض حضرت امام موسیٰ کاظم کا لفظ خیر فی جس کی شرح شارح صافی نے بالفاظ اختیار کشتہ شدن سے فرمائی ہے۔ صریحاً اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضرت امام اہل شیعہ کے گناہوں کے کفارہ ہوئے خیر فی صیغہ محلوب باب تفصیل سے ہے۔ ضمیر اس میں مستتر ہے جو راجع ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت امام حضرت عیسیٰ کی طرح اہل شیعہ کی طرف سے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ قہو المراد ہے وہ کس شوخ سنگر سے لگا دل اپنا !!! کہ نہ ہے شر سے وہ آگاہ نہ دفا سے واقف

(قال المصنفی) اس ترجیح کی وجہ غالباً آپ کی نظر میں وہ شوق موت تھی جو اولیاء خدا کو ہوا کرتا ہے (اقول) شوق موت تو اچھی شے ہے لیکن

شوق کفارہ اچھا نہیں۔ اولیاء اللہ میں شوق موت ہمارا کرتی تھی۔ نہ شوق کفارہ
 کسی اولیاء اللہ کا نام جس نے خدا سے یہ کہا ہو۔ کہ مجھ کو میرے مریدوں کے
 گناہوں کے عوض لے لو اور ان کو چھوڑ دو (طوال الدوافعی) جنابے ست
 آب نے اس وقت جب آپ کو اختیار دیا گیا۔ کہ چاہے آپ دنیا میں ہیں
 یا لقائے خدا کو اختیار کریں۔ فرمایا کہ الوفیق الاعلیٰ الرفیق الہی علی۔
 جس سے حضرت عائشہ نے یہ سمجھا کہ آپ نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔
 چونکہ امام اہلسنی کے حقیقی نسل تھے لہذا وہی جذبات لقاۃ خدا جو اصل
 میں تھے شریعت میں بھی نظر آتے تھے۔ نیز شیعوں پر شفقت کا مقتضی بھی یہی
 تھا۔ تاکہ ان کی نسلیں منقطع نہ ہو جائیں۔ اور وہ صالحا و اتقیا و ابرار جو ان کی
 پشت میں ہیں ان کو دنیا میں ان کا موقع ملے (اقول) یہ بھی حضور علیہ السلام
 کا شوق وصال تھا نہ شوق کفارہ۔ شوق کفارہ آپ حضور صغیر کی کسی کلام
 پاک سے نہ دکھا سکیں گے۔ ان شاء اللہ قیامت تک حق تھا کہ شروع میں بھی
 شوق لقاء اللہ ہوتا اصل کی طرح نہ شوق کفارہ یہی بات آپ کی کہ شیعوں
 پر شفقت کا مقتضی یہی تھا تاکہ ان کی نسلیں منقطع نہ ہو جائیں۔ وادہ جناب! شیعوں
 کی نسلیں تو اتنی قیچی خیال کی جائیں جن کا منقطع ہونا گوارا نہیں لیکن
 امام کی نسل اتنی کھوٹی ہے کہ وہ اگر قطع ہو جائے تو پرواہ نہیں ہے۔
 بہر تو شنیدہ ام سخن را شاید کہ تو شنیدہ باشی (طال الدوافعی)
 یہ وہ اصل حدیث تھا جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن اچھے تجب ہے کہ جو
 لوگ فقہ حدیث سے کسی قسم کا ارتباط نہیں رکھتے۔ وہ کیوں اپنی ناہمی کو
 طشت از باہم کرنا چاہتے ہیں (اقول)
 آپ کے اصل حدیث کی دھجیاں بکھر کر تیں نے ناظرین کے سامنے رکھ دی
 ہیں۔ امید ہے کہ انصاف پسند حضرات آپ کا اور میرا مناظرہ تحریری

پڑھ کر حق پر فیصلہ دیں گے۔ جو پھر کسی وقت شایع کراد لگا۔ ابھی اسی شہر پر
اِکتفا کرتا ہوں۔

میری سیدھی بات پر موتے ہیں ٹیڑھے اے ظفر
جبکہ ٹیڑھی میں نے کی تفریر سیدھے ہو گئے

(قال الوضی) یہ تو دماغ کی غلطی ہے۔ اور جہالت کا ثمرہ ہے ورنہ اس
مضمون کو اعتقاد نصاریٰ سے کیا تعلق ہے۔ اور تخیر جو کلام امام میں
نہ کر ہے۔ وہ کفارہ نہ ہو نیکی اعلیٰ شاہد ہے۔ لیکن آپ میں یہ مادہ فہم
کہاں جو ان باتوں کی طرف التفات فرمائیں۔ ہاں آپ اپنے مفسروں سے
پوچھیے کہ انہوں نے آیت لیغضربکم اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر
میں بیان کیا ہے۔ کہ اُمت کے گناہان گذشتہ و آئندہ رسول کے سر رکھے گا
اور وہ رسول کے لئے بخش دئے گئے۔ (اقول) اب آپ کے دماغ کا بھی
تنقیہ ہو جائیگا اور آپ کی جہالت بھی طشت از بام ہو جائیگی۔ حضرت امام
کا قول یہ ہو نصاریٰ کے اعتقاد کے موافق ہے۔ اور لفظ خیر فی جو کلام
امام میں وہ کفارہ مراد ہو نیکی شاہد عدل ہے۔ جیسا کہ آج اپنے محلِ حدیث
میں اس کو بایں الفاظ تسلیم کر لیا۔ کہ حضرت امام نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا
کہ یا تم رہو یا وہ رہیں۔۔۔۔۔ میں نے ان کو بچا دیا۔ اشراج صافی آپ کی تائید میں
ہے لکھتا ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ اختیار کشتہ شدن خود کردم تا کہ
ایشان کشتہ نشوند۔ یہی آپ کی تفسیری علمیت۔ یہاں سے مفسرین نہیں آئیں
مفسرین کا یہ قول ہے۔ روایت ال بنیت عظام علیہم السلام میں یہ ہے
کہ مراد اس گناہ سے علی بن ابی طالب کے شیعوں کے گناہ کہ آپ چاہے
حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا نے کوئی گناہ
نہیں کیا۔ اور نہ کبھی ارادہ گناہ کا کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کے

شیعوں کے گناہ رسول خدا پر بار کر کے بخش دئے (تفسیر عمدۃ البیان شیعہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴ سو فتح)۔ افسوس آپ فن مناظرہ سے محض نااہل ہیں۔ ذرا رشیدیہ کا مطالعہ ہو لکھنا ہے (والنقل موالاتیات بقول علی ماہو علیہ بحج المعنی مظہر اللہ قول الخیر) رشیدیہ صفحہ ۱) آپ کو عین اور غیر کی بھی تمیز نہیں۔ نہ صریحاً نہ ضمناً نہ کنایتاً نہ اشارتاً کسی طرح بھی اپنے اس کو اہل سنت کا قول ثابت نہیں کیا۔ اگر سچے ہو تو اس کو اول اہل سنت والجماعت کی کسی معتبر تفسیر سے دکھاؤ پھر جواب دو نگاہ

چہ دلا دراست دزدے کہ کیف چراغ دارد ؟

(قال الدافعی) بایں نافہمی کاتب مضمون نے لطیفہ سنجی کی بھی داد دی ہے۔ اور بنیاد سید پر دو لطیفوں کی عمارتیں قائم کی ہیں۔ اول یہ کہ شیعوں کی ایسی حالت تھی کہ اگرچہ دنیا میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی موجود تھے۔ مگر خدا کا غضب شیعوں پر ہی نازل ہونیوالا تھا۔ نہ معلوم یہ کس جہد کے متھے ہیں۔ مگر جب ایسی تحریفات کی عادت ہو۔ تو کہاں جاسکتی ہے (اقول) آپ کی نافہمی مطلب کی بھی داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا۔ کہ ایسی سیدھی سادی بات اور پھر سمجھ سے باہر۔ خداوند تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔ وان یمر سبیل الرشدا لیتخذوا سبیلاً۔ کیا یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین اس وقت موجود نہ تھے۔ امید ہے کہ آپ ان کی موجودیت سے انکار نہ کریں گے۔ کیا ان پر بھی ایسے غضب شدید کا وعید آیا۔ کہ یا تم رہو۔ یا امام موسیٰ کاظم کو پاؤں پڑ کر قرآنی کی بھینٹ چڑھاؤ۔ چنانچہ وہ پاؤں پڑے اور حضرت امام سبب یہود و نصاریٰ اور کفار مشرکین و جملہ مسلمان کی طرف سے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ اس کے متعلق کچھ سند رکھتے ہو تو پیش کرو امید ہے کہ ایسا کفارہ تو عیسائیوں کو بھی نہ ملا ہوگا۔ وہ تو شاید کل عیسائیوں

کے بھی کفارہ نہیں بنتے۔ جیسا کہ مجھے علم ہے۔ اور مولانا سید سبط حسن قبلہ
اہل شیعہ لکھنوی نے ایک ایسا کفارہ بتلادیا کہ جو جملہ بنی آدم کے لئے کفارہ
ہو گیا۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اگر قرآن پر ایمان ہے تو آیت و کلام
پر بھی تدبیر کر دیکھیں شاید سمجھ کا پھیر نہ ہو۔

بردکیں و عظم بے معنی مراد در سر نمیکیرد
پھر آپ لکھتے ہیں کہ شیعوں پر عذاب نازل ہو نوالا تھا۔ نہ معلوم نازل
ہونے والا کس جملہ کے معنی میں۔ جناب لطیفہ نقل کر رہے ہیں۔ اس میں کون
عربی کا جملہ ایسا تھا جس کا معنی میں نے نازل ہونے والا کرنے تھے۔
بنازم دلبر خود را کہ حُشش ابن و آں دارد

مجھے خدا کے فضل سے آپ کی طرح تعریف کی عادت نہیں۔ اول آپ کی
تخریف بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ پھر آپ کے محققین اہل شیعہ علماء کسی
خدمت میں عرض کر دیں گا۔ گوش ہوش سے سنئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب خداوند
عالم کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کی قدر کرنا اس کا شکر یہ ہے اور
کفرانِ نعمت اس کی ناقدری کا نام ہے۔ شیعہ ماہ جنوری ۱۹۲۴ء نمبر ۵ جلد
صفحہ ۲۴۔

رس قرآن کریم کی ایک آیت ہے لہ معقبات من بین یدیدہ ومن
خلفہ یحفظونہ من امر اللہ اس میں اہل شیعہ نے تخریف کی ہے
لہ معقبات من خلفہ و رقیب من بین یدیدہ یحفظونہ
من امر اللہ (تفسیر صافی سورہ رعد)
(سورہ آیت مخفی فانزل اللہ سلکینہ علیہ وایدہ منجود لم تر
اور اس میں تخریف یہ کی گئی۔ فانزل الیہ علی رسولہ وعلی ایدہ
منجود لم تر وھا۔ امام رضا فرماتے ہیں۔ یہ ایسے ہی نازل ہوئے۔ اور

اور ہم اس کو اسی طرح پڑھتے ہیں۔ کافی کتاب الروضہ صدیقی، ایڈن کے مشہور کتب خانہ کی سیر کرو اور اپنی تحریفات کے نمونے دیکھو۔

راز کیہ بر خلق نہ فتم نگفتم : بادست مگوئیم کہ ادمحم راز است
(قال الرافضی) سب مفسرین نے کلمہ غیر الم غضوب ولا الضالین میں یہود
ونصاریٰ کو مراد لیا ہے۔ پھر جب ان کا غضوب ہونا تصریح قرآن سے ثابت ہے
تو آپ کی طرف داری جو یہود اور نصاریٰ کے متعلق ہے وہ آپ کو یا ان کو کیا فائدہ پہنچا
سکتی ہے (اقول) جملہ مفسرین نے کلمہ غضوب اور ضالین میں یہود اور نصاریٰ
کو بالخصوص اور کفار و مشرکین اور جملہ گمراہ فرقوں کو بالعموم مراد لیا ہے جن میں آپ لوگ
بھی آگئے۔

دل تو مدت ہے خاک در دیر لے اکبر : ہاں زباں پر ہے مگر کفر کی تردید نہوز
یہود اور نصاریٰ کا غضوب ہونا قرآن کریم نے جملہ غضوب علیہم سے اور آپ کا
جملہ ولا الضالین سے ثابت کیا اور حدیث امام پاک نیز اس آیت کی مویہ ہے فرمود
اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہے۔

تو ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں : زلیخانے کیا خود پاک دہن ماہ کنجاں کا
طرفدار تو آپ ہیں جیسا کہ ثابت کیا گیا۔ اب یہودی طرفداری کے نمونے کچھ اور پیش
کرتا ہوں۔

۱، یہود نماز مغرب کو ستاروں کی روشنی میں پڑھتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ طرفدار بھی دیر کر
ہیں۔

۲، یہودی سدل کرتے ہیں یعنی نماز میں کپڑا سر پر یا منڈھوں پر اس طرح اوڑھتے
ہیں کہ اس کی دونوں طرفیں دامنے یا نہیں لٹکی رہتی ہیں۔ اسی طرح شیعہ طرفدار
بھی کرتے ہیں۔

۳، یہود کی عورتوں میں مہر نہیں۔ اسی طرح شیعہ طرفدار بھی بلا مہر متہ کرتے ہیں :

۴۴) یہودی خُروش اور طحال کو حرام جانتے ہیں۔ اور شیعہ طرفدار نیز۔

۴۵) یہودی لحد نہیں کھودتے اسی طرح شیعہ طرفدار بھی۔

کفر کی رغبت بھی ہے دل میں بتوں کی چاہ بھی

کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی

بھلا کیوں طرفدار نہ ہوں۔ اصل جو اہل شیعہ کی عبداللہ بن سبا یہودی سے ہے
ملاحظہ ہو ارشاد و شرح اعتقاد بیہ محقق ابن بابویہ شیعہ و کتاب اخبار الرجال شیعہ و
کتاب طبری جلد اول و کتاب الطوائف الحمائنة اور منہج المقال وغیرہ جو اپنے اختلاف
عمارات سے اسپر شاہد ہیں کہ اصل التشیع والرفض من الیہودیتہ شایعہ سیاسی مبا
نبت سے ان پر بھی غضب آنے کو تھا۔ کہ امام نے اپنی جان دیکر ان کو بچا لیا۔

(قال الفاضل) ایک بات اور بھی آگلی طلی حالت پر روشنی ڈالتی ہے۔ وہ یہ کہ اگر

شیعوں پر خدا کی محصیت کی وجہ سے غضبناک ہو۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ
دنیا کی کسی موجودہ امت پر وہ غضبناک نہ ہوگا۔ جمعی تو یہ طیفہ صحیح ہو سکتا ہے ورنہ

معلوم ہے کہ ایک شے کے لئے کسی چیز کا ثبوت دوسری چیز سے اس کی نفی کو

نہیں ہے (اقول) خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد۔

جواب آپ کو اپنی علمیت و فہمیت پر بڑا فخر و ماز ہے۔ لیکن بقول شاعر

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب نہ رش نہفتہ باشد

آپ کے علم کی قلعی کھل گئی۔ یہ کلیہ لازم یہ بھی آپ کا تصنیف کردہ ہے۔ وگرنہ حدیث

کا جملہ ان اللہ غضب علی الشیعہ صرف شیعہ سے مختص ہے۔ اسی طرح

جملہ فوقیہم واللہ بنفسی بھی شیعہ کے ساتھ مختص ہے اور ہم ضمیمہ مخاطب کی

بھی خاص اہل شیعہ کی طرف راجع ہے اور خاص کی یہ تعریف کا لفظ لفظ وضع

ملعنی معلوم اول معلوم علی الانفراد (اصول الشاشی) فرماؤ حضرت

جملہ ان اللہ غضب علی الشیعہ خاص ہے یا عام۔ آپ اسے خاص مانیں

یا عام ہر طرح حق ہماری جانب ہے۔ خاص کو تو بتانے کی ضرورت ہی نہیں آپ سمجھ ہی لیں گے۔ اہل عام کو ہم بتائے دیتے ہیں وہ یوں کہ اگر آپ کہیں کہ یہ جملہ عام ہے تو ہم پوچھیں گے کہ یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین و مسلمان کل بنی آدم جب مخضوب علیہم و عید شدید کے ماتحت آگئے تو صراط الذین انعمت علیہم کے مصداق کیا ملائکہ السماء ہوئے کیونکہ آپ کے محاورہ کے موافق تو دنیا میں کوئی ایسا فرد بشر نہیں رہا جو کہ جملہ غیر المخضوب علیہم سے باہر ہو۔ رہی آپ کی یہ بات کہ کسی شخص کیلئے کسی چیز کا ثبوت دوسری چیز سے اس کی نفی کو مستلزم نہیں ہے۔ عرض ہے کہ نفی کو مستلزم نہیں ہے تو تحقق کو بھی مستلزم نہیں ہے (قال الدافعی) جہاں خدا قرآن میں اصحاب نبی کو پیٹھ پھیر کے بھاگنے کی پاداش میں شرہ غضب دے رہا ہے اور آیت کے الفاظ یہ ہیں یا ایہا الذین آمنوا اذ القیتم الذین کفروا رخصاً فلا تو لوہم الادبار ومن یوہم یومئذ دبراً الا متکرفاً لقتال اح متحیزاً الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وما واة جہنم وبئس المصیر (سورہ انفال) (اقول) پھر نا ایک طرف سے دوسری طرف ہتھیار درست کرنے کے واسطے یا اپنے گردہ کی طرف پناہ کی خاطر داہنے سے بائیں اور بائیں سے داہنے دونو صورتیں مستثنیٰ ہو کر شرادر جزا میں آگئیں ہیں۔ اور من یوہم یومئذ دبراً شرط ہے اور فقد باء بغضب من اللہ جزا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا بھاگنا جہاد سے ان صورتوں سے خالی نہیں تھا۔ اور اہل شیعہ کے نزدیک توجب ملاک ہو گیا یقین ہو جائے تو کفار کی لڑائی سے بھاگ جانا بھی جائز ہے۔ ملاحظہ ہو علل الشرع اور اس لڑائی میں یہی نوبت ہوئی چو نکہ صحابہ کرام کو ہم محصور نہیں اعتقا کرتے پھر اگر ان سے گناہ صادر ہوا تو توبہ و استغفار اور رحمت الہی سے دور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آیت ولقد عفی الہ عنہم ان اللہ غفور الرحیم سے ظاہر ہے کہ ان کو خدا نے تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اور آپ لوگوں پر جو غضب آئی آیا وہ تو نہ رکنا تھا نہ رکنا۔

چنانچہ موتِ امام نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ غضب ہو کر رہا۔ صحابہ کبار کون کون تھے ذرہ
نہرست لکھو۔ پھر جواب لو کیا آپ فرمائیں کہ کیا حقوق اللہ تھا یا حقوق العباد۔
حقوق اللہ کو خدا بخش سکتا ہے یا نہیں۔ اور مومن کے لئے دوزخی سزا ہے یا
کہ عارضی ۵

بزرگوں سے عداوت دوستی بادہ فروشوں سے

اور اس پر مدعی تہذیب کے بن کر اڑتے ہیں

(قال الرافضی) دوسرا لطیفہ یہ تھا۔ کہ ان گناہوں کو امام کی جان سے کیا تعلق
یہ کس نے کہا کہ کوئی تعلق ہے۔ حل حدیث کو دیکھو اور سمجھو۔ آپ کی سمجھ کی دنیا
ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔ (اقول) شکر ہے یہ تو مانا کہ شیعوں کے گناہوں سے امام
کی جان کو کوئی تعلق نہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر تعلق نہ ہوتا تو ان پر غضب ہوا
دیتے۔ اپنی جان کیوں پیش کی۔ گناہ شیعہ کریں اور قرآن موسیٰ کاظم ہوں۔ ان
هذا الشیء عجاب فراءؑ یہ کفارہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ سب شیعوں کے گناہوں کا
بار اپنے سر پر لے لیا اور جان دے دی۔ دنیا میں نظیر موجود ہے۔ تعزیرات ہند
وغیرہ قوانین کی خلاف ورزی اگر زید۔ بکر۔ عمرو وغیرہ کریں تو خالد ان کے گناہ میں سزا
نہیں پاسکتا۔ تو پھر اہل شیعہ کے گناہ میں معلوم حضرت امام موسیٰ کاظم کیوں سزا
پا گئے ۵

نہیں معلوم تمکو ماجرائے دل کی کیفیت !!!
سنائیں گے تمہیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

زکوٰۃ } کا بہترین مصرف دار العلوم غفرلہ کے طلباء ہی ہو سکتے ہیں
جمہورِ عوامین و قارئین اپنے حلقہٴ ناشر سے زکوٰۃ کی رقم فراہم
کر کے بنام ناظم حزب الانصار بھیرہ ارسال فرمادیں : منیجر

مرزا صاحب کا گدھا

(از مولوی محمد بشیر صاحب کوٹلی لورڈان مغربی)

مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتب میں جا بجا بڑے زور سے انگریزوں کو دجال اور ریل گاڑی کو دجال کا گدھا ثابت کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ امر بھی مرزا صاحب کی حدیث طبع کا ایک نتیجہ ہے۔ ہم اس وقت مرزا صاحب کے ایک عجیب استدلال کا ذکر کرتے ہیں۔ مرزا صاحب سے سوال ہوتا ہے کہ

”اگر مسیح دجال کے گدھے سے مراد یہی ریل گاڑی ہے تو اس ریل پر تونیک و بد دونوں سوار ہوتے ہیں۔ بلکہ جس کو مسیح موعود کا دعویٰ ہے وہ بھی سوار ہوتا ہے۔ پھر یہ دجال کا گدھا کیونکر ہو گیا؟“ (سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ۴۴ انالہ اولیٰ م حصہ دوم ص ۱۲۵)

مرزا صاحب عام مسلمانوں کے سوار ہونے کا جواب تو یوں دیتے ہیں۔ ”بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجا و دجالی گروہ کے یہ دجال کا گدھا کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اس سے نفع اٹھائے۔ تو وہ اس کا مالک یا موجد ٹھہر نہیں سکتا۔ خرد دجال کی اضافت ملکی ہے۔“ پھر اگر خدا تعالیٰ دجال کے مملوکت و مصنوعات میں سے بھی مومنوں کو نفع پہنچائے۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ (صفحہ مذکور) یہ تو ہوا عام لوگوں کے سوار ہونے کا جواب۔ اور خود نفس نفیس خرد دجال پر سوار ہونیکا جواب جو آپ نے دیا ہے۔ وہ پُر لطف اور قابل قدر ہے فرماتے ہیں کہ۔ ”جبکہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیل کے جو کچھ دجال کا ہے وہ مسیح کا ہے“ (صفحہ مذکور) لے سبحان اللہ۔ کیا زبردست استدلال ہے۔ گویا آپ اپنی ہی ملوکہ چیز سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ یعنی اپنے ہی گدھے پر سواری فرماتے ہیں۔ لہذا آپ کا ریل پر سوار ہونا موجب اعتراض ہرگز نہیں :

مرزا میو! تم لوگ یہ خوب یاد رکھو کہ مرزا صاحب تم پر سجدہ ناراض و خفا میں اُن کا رُوح تم لوگوں کو دین میں کئی کئی بار کوسا کرتا ہے۔ اس لئے کہ تم لوگ اب تک ریل گاڑی کو خردِ جال بتایا کرتے ہو۔ حالانکہ اس گدھے کے مالک تو مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہو چکے۔ تو اب تمہارا ریل کو دجال کا گدھا بتانا گویا حضرت مرزا صاحب کو لفظ دجال سے یاد فرمانا ہے۔ سچ ہے۔ الکاذب قلد یصدق۔

ہاں مرزا میو! ذرا بغور تو کرنا کہ حضرت مرزا صاحب فرٹنے کو تو فرما گئے۔ کہ جو کچھ دجال کا ہے وہ سچ کا ہے۔ مگر کیا کہنا اس ملکیت کی شان کا۔ کہ آپ جناب جب کبھی اس اپنے ملکوک گدھے پر سوار ہوئے یہ مقتول دجال نے کرایہ پیسے رکھوا لیا۔ اور مرزا صاحب نے کبھی چوں بھی نہ کی۔ بلا چوں و چرا آپ بھی کرایہ رکھ دیا کرتے ہیں تو یہ عجیب ملکیت ہے۔ کہ اپنی چیز سے نفع حاصل کرتے ہوئے ایک دوسرا شخص اس انتفاع کا کرایہ لے لیتا ہے۔ اور پھر تعجب یہ کہ مالک بھی بلا چوں و چرا اس انتفاع کا کرایہ رکھ دیتا ہے۔

مرزا صاحب کا اپنے ملکوک گدھے پر سوار ہونے اور اُس سے انتفاع کا کرایہ دے دینے کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرزا صاحب کا حدیث "من قتل قتیلًا سے حبِ عادتِ حقیقت کو چھوڑ کر مجازی یعنی قتلِ روحانی لے کر یہ ثابت کرنا کہ جو کچھ دجال کا ہے وہ سچ کا ہے" بالکل غلط اور پھر پوچ ہے دوسرا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب دجال یعنی انگریزوں سے ڈرتے اور اُن سے خوف کھاتے تھے۔ کہ اگر میں اپنی چیز یعنی اپنا ملکوک گدھا اُن سے لینا چاہوں گا۔ یا اپنے گدھے پر بنیر کرایہ انتفاع دیتے ہوئے سفر کروں گا۔ تو لینے کے دینے پڑ جائیگے۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے کہہ تو دیا کہ جو کچھ دجال کا ہے وہ سچ کا ہے۔ مگر خوفِ دجال اتنا غالب رہا کہ اپنی ملکوک شے کو دجال کے قبضہ سے نہ نکال سکے۔ مرزا میو! تمہارے عابی خدائیں بھی اتنی نصیرت

نہ رہی کہ اُس کے سامنے مرزا صاحب کی یہ بے عزتی و متکبر ہو۔ کہ وہ بجائے اپنے گدھے پر سوار ہوتے ہیں تو دجال اس کا کرایہ وصول کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب ڈر کے مارے بلا چین و چرا کر یہ اُس کے حوالے کر دیتے ہیں۔ مگر تمہارا عاجی خدا اتنا نہیں کرتا۔ کہ اپنے مرزا کا گدھا دجال سے مرزا کو دیوا دے بیچ پوچھے۔ تو عاجی خدا بھی دجال سے خوف کھاتا تھا۔ کوئی مرزا صاحب کی محمدی گیم لے گیا۔ کوئی ان کا گدھا لے گیا۔ مگر عاجی خدا اور مرزا صاحب دونوں دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ اور دونوں دجال سے اتنا خائف ہے کہ اپنا گدھا بھی دجال سے نہ چھڑا سکے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ آپ آئے اس غرض سے ہیں کہ دجال کو قتل کر ڈالیں۔

لطیف: مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت "جبکہ مسیح موعود قاتلِ دجال ہے۔ یعنی روحانی طور پر"۔ اگر اس ترتیب سے ہوتی۔ جبکہ مسیح موعود روحانی طور پر قاتلِ دجال ہے۔ تو اس کی خوبی یہ نسبت پہلی ترتیب کے ظاہر ہے۔ مگر مرزا صاحب نے یہ دوسری ترتیب اختیار نہ کی۔ میرے خیال میں اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ نے جب لکھتے ہوئے اتنی عبارت پوری کی ہوگی۔ کہ "جبکہ مسیح موعود قاتلِ دجال ہے تو معاً خیال آیا ہوگا۔ کہ یہ نہیں کیا لکھ گیا۔ کہ مسیح قاتلِ دجال ہے۔ حالانکہ دجال نہ مجھ سے قتل ہوا۔ نہ ہوگا۔ اگر کوئی میری اس عبارت کو پیش کر کے دریافت کر بیٹھا کہ آپ نے دجال کو کب قتل کیا۔ تو کیا جواب دوں گا۔ پس اس خیال سے فوراً ساتھ یہ دم چھٹا لگا دیا۔ یعنی روحانی طور پر فقط ۛ

زکوٰۃ } ماہِ رجب میں زکوٰۃ کی رقوم ناقلم حزب الانصار بھیرہ کے نام ارسال فرما کر دارالعلوم عزیزیہ کو بھیجی گئی ہے
میں امداد دیوں ۛ

فاروق اعظم

(از حضرت سؤخ)

اللہ اللہ رتبہ فاروق اعظم کا بیاں یہ کہاں تابِ قم تابِ سخن تابِ زبان
 آپ کے پہلے عبادت پر دہ اخلاقی میں مٹی : تھا ابھی آغاز کھل کر نے نہ سکتے تھے ادا
 آپ کے دم سے ہوا اسلام کو اوج و عروج : ان کی تکیوں کی گونج اٹھے زمین آسمان
 بچھ گئی اٹلی اصف ماتم صنف کفار میں : جب ملی قلب عمر پر جذب کی تیغ رواں
 بعد سر سے جو نبی ہوتا تو وہ ہوتا عمار : آپ کے حق میں ہے یہ فرمانِ ختم المرسلان
 آپ کے عدل و ستیا کی ہے ایک دنیا میں تاک : درہ فاروق سے کہتا تھا مجرم الامان !
 فارس و روم و عرب کے فاتح اعظم ہیں آپ : بلکہ سندھ و سند تک ہیں آپ کی جولانیاں
 وہ دکھائی آپ نے شانِ مساوات و خلوص : ہو کے آقا نافر خادم کی جب تھا عیسیٰ
 فکر تھا اپنی رعایا کی خبر گیری کا بس : کرتے تھے چھپ چھپ کے کشتی شنشہ زب
 ہائے ایسے خادم اسلام کے دشمن بھی ہیں : وقف تھا مذہب کی خاطر جبکہ سب وزیاں
 ان کا روحانی تصرف بھی کسی سے کم نہیں : حکم سنکر بند دیا ہو گئے بحر رواں
 چشمِ باطن سے جو دیکھا ساریہ خطرہ میں ہے : اُس کو دی آواز کو سونے در بہر حفظِ جان
 کون کہتا ہے کہ ان کے دل میں تھا بغضِ عناد
 تھے یہ دامادِ علمی رضی رض شیرِ زمان (القرش)

شکرو امتنان

امداد شائع کی گئی تھی - اس کے جواب میں سوائے چند اجاب کے کسی کی طرف سے
 کوئی حرکت عمل ظاہر نہیں ہوئی - اہل سنت پر عام غفلت و جیسی طاری ہے جملہ

قارئین سے کم ۸ روکے ٹکٹ بطور امداد ارسال کرنیکی درخواست کی گئی تھی۔ مگر سوائے ایک صاحب کے اور کسی نے اس پر عمل نہ کیا۔ عالی جناب ایم پیر محمد صاحب ساکن باراجنڈا نے مبلغ چالیس روپیہ برائے امداد رسالہ ارسال فرما کر ایک عمدہ نظیر قائم کی ہے۔ صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ کا رسالہ شش الاسلام مقابلہ کفر و اتحاد میں ایک غازی کا کام کر رہا ہے۔ لہذا میرے اعتقاد میں سوائے امداد شش الاسلام کے دوسرا مصرف لازماً تھا اس قدر ضروری اور بہتر نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ صاحب ممدوح کو خیرات خیر عطا فرمائے۔ ماہِ رجب میں اگر اربابِ محبت و صاحبِ دل اصحابِ زکوٰۃ کی رقوم برائے امداد طلباء و مدرسہ بنام ناظم حرب الائنس اور ارسال فرمائیں تو مالی مشکلات ایک حد تک دور ہو سکتی ہیں۔ دینی مدارس کے طلباء و خربانصار کے قرضہ کی ادائیگی سے بہتر کوئی اور مصرف زکوٰۃ کا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت خربانصار کے ذمہ رسالہ و مدرسہ کی ایک ہزار روپیہ سے زائد رقوم واجب الادا ہیں۔ حسب ذیل اصحاب رسالہ کی توفیق و شانت میں حصہ لے کر ممنون فرمایا۔

مولوی سید کرم حسین شاہ صاحب چوہا سیدان شاہ ۲۔ منشی غلام حسین صاحب بھروی ۲۔ شیخ غلام احمد صاحب میانوی ۳۔ ایک بزرگ و محترم جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ۳۔ سید الہ دین صاحب موضع منڈا ہر۔ ۱۔ شیخ حاجی غلام حسین صاحب مللہ ٹنگ ۳۔ (منہج)

مشورہ: عالی جناب ایم اے حکیم علی محمد خان صاحب دہلوی مالک اجمل میڈیکل ہال بھٹنڈی بازار بمبئی نے ایسے تمام بیماروں کو بلا معاوضہ مشورہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو پیچیدہ بیماریوں اور مشکل امراض میں مبتلا ہوں۔ حکیم صاحب مصلح کا ارشاد ہے کہ ایسے مریض کم از کم ۸ روپیہ عانت رسالہ شش الاسلام بھیج کر رسالہ میں اپنی کیفیت درج کرائیں جو اس سے پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔

کہ رسالہ میں ہر خبر و یاد کی طرف سے بلا سادہ و سہرا ایک سوال درج ہو سکتا ہے۔
اطباء عظام و علمائے کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ سوالات کے جوابات
ارسال فرمایا کریں۔ نیز اطباء اپنے تجربات بضرر اشاعت بھیج کر مخلوق خدا
کی خدمت میں حصہ لیکر ممنون فرمایا کریں۔

میرزا میوں کی شہر مناک کذب بانی

ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ خاموش رہنے کے بعد مورخہ ۲۰ اکتوبر کے الفضل
میں مناظرہ بھیرہ کے متعلق ایک گمراہ کن بیان شائع ہوا ہے جس میں میرزا میوں
نے اپنی بی بی کی سنت پر عمل کر کے جی بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ سفید نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ
سے کام لیکر اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کی سعی کی گئی ہے۔ بھیرہ کے بعض حق پسند
میرزا می بھی اوقد تمام مسلم و غیر مسلم حضرات میرزا میوں کی اس دیدہ دلیری پر
حیران ہوئے ہیں۔ پہلی سطر میں ہی یہ جھوٹ درج ہے کہ مناظرہ ۱۵ ستمبر کو ہوا
حالانکہ مناظرہ ۵ و ۶ ستمبر کو ہوا تھا۔ اٹا، دالہ، ماو، دیکر کے رسالہ میں اس بیان
کی حقیقت و روضہ کی جائیگی : (مدیں)

ماہِ رجب میں زکوٰۃ کا بہترین مہر

دارالعلوم عزیزیہ کے طلباء ہی ہو سکتے ہیں۔ جملہ معاونین و قارئین اپنے
حلقہ اثر سے زکوٰۃ کی رقم فراہم کر کے بنامہ فاطمہ حزب الانصار بھیرہ
ارسال فرماویں۔ حزب الانصار کے ذمہ اس وقت دس لاکھ ایک ہزار روپیہ زیادہ
قرضہ ہے جس کا رقوم زکوٰۃ سے اس قرضہ کا ادا ہونا ضروری ہے :

منجور

محرّبات

- (از ایم۔ اے حکیم علی محمد خان صاحب دہلوی مالک اجل دوا خانہ بمبئی)
- ۱۔ صرف تخم پلاس باریب شدہ جنّات ترش میں ملا کر غلیظ صماد کرنا دکن جنسل کیلئے نہایت مجرب ہے۔ عام خارش کیلئے گندھک سائیدہ ۳ ماشہ، روغن نایل ایک تولہ یک جا کر کے بدن پر مالش کریں بہتر نسخہ ہے۔
 - ۲۔ بارود ۲ ماشہ، روغن سرسول ۶ ماشہ آمیختہ ناصور کی اعلیٰ دوا ہے مجرب سیح الملک مرحوم ہے۔
 - ۳۔ صرف گل پستہ و پوست بلیہ مساوی کو فنتہ بیختہ آبِ ادرک سے بخودی گولیاں تیار کریں۔ اکثر اقسام کھانسی کو شرطیہ فائدہ کرتی ہیں۔
 - ۴۔ بواسیر خونی کے لئے آج کہ اس کا دورہ باعث پریشانی ہو رہا ہو تخم رحمان ۶ ماشہ ہمراہ شربت بنفشہ دو تولہ صبح و شام تین روز تک استعمال کرنا ایک عرصہ تک مطمئن کر دے گا۔
 - بواسیر مادی کے لئے برگ بھنگرہ چھ ماشہ خشک کو فنتہ علی الصباح باسی پانی سے لینا نہایت جادو اثر دوا ہے۔
 - ۵۔ دانستوں کی مضبوطی اور استحکام کیلئے جوڑ توڑ بڑی کاسفوف قدرے۔ فلفل سیاہ اضافہ کر دو۔ بہترین مینج بلکہ اس سے بہتر کوئی مفرد مرکب دوا نہیں۔
 - ۶۔ جریان کے اکثر اقسام میں نوے فی صدی کامیاب نسخہ ہے۔ تخم دھتورہ۔ فلفل سیاہ۔ منور بادیاں۔ بخودی گولیاں بنائیں۔
- یک تولہ ۶ ماشہ ۴ ماشہ
- ایک گولی صبح ایک شام ہمراہ عرق سونف۔

دُرُخف کے ایڈیٹر کا

وظیفہ دشنام

۵

بشم نہ شب سپتم کہ حدیث خواب گوئیم
 جو غلام آفتاب ہم بہ ز آفتاب گوئیم
 رسالہ شمس الاسلام نے تین سال کے عرصہ میں اہل سنت کے دلوں میں جو حیرت انگیز
 بیداری پیدا کی ہے۔ اور جس طرح روافض کے مکائد کا راز عالم آشکار کیا ہے۔ سننے
 رد روافض کو میدان تبلیغ میں اپنی حسرت ناک شکست کا یقین دلادیا ہے شمس الاسلام
 کے زبردست دلائل کا جواب نہ پا کر اب شیعہ جرائد گالیوں پر اتر آئے ہیں۔ اور یہ
 ان کی صریح شکست اور بدحواسی کی علامت ہے۔ اخبار درخف مورخہ یکم ستمبر
 میں ”گہری اور گہری“ کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہوا ہے جس میں تجاے
 کوئی مسکت یا مدلل جواب دینے کے اہل سنت کے رہنما حضرت قبلہ مولانا مریوطی صاحب
 صاحب گہری کی شان میں نہایت گندے الفاظ میں ہرزہ سرائی سے اپنی بدعلاقہ
 و بد تہذیبی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کا جواب دینے سے واقعی ہمارے علماء عاجز
 ہیں۔ گالیاں دینا شریفوں کا کام نہیں۔ یہ صرف دہانِ شیعہ کو ہی زیب دیتا ہے۔
 دُرُخف نے حکومت پنجاب کو رسالہ کے خلاف فوری قانونی کارروائی کرنے پر
 اکسایا ہے۔ مگر گورنمنٹ کے بیدار منتر حکام ایڈیٹر دُرُخف کی طرح علم و عقل سے
 عاری نہیں ہیں شیعوں کو یاد رکھنا چاہیے۔ ان کی ان حرکات کا نتیجہ ان کے
 حق میں اچھا نہ ہوگا۔ شیعوں کی کوئی تصنیف اور کوئی تالیف ایسی نہیں جس کے
 خلاف توہین مذہب کا جرم عائد نہ ہو سکے۔ کالج کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر
 سنگباری کرنا دشمنوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہت ہے تو شمس الاسلام میں

شائع شدہ مضامین کا حامل النور جواب پیش کریں۔ ورنہ سکالیاں دیئے نہیں
چڑھے۔ اور یک ایک کرنے سے کچھ نہ بنے گا۔ (مینجر)

تقدیم

ختم نبوت: اس نام کا ایک رسالہ حجم ۵۶ صفحہ۔ سائز کتابی۔ طباعت
غیر عمدہ۔ مصنف مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب ابن حضرت مولانا ابوالیوسف محمد
شریف صاحب ساکن کوٹلی لواران مغربی ضلع سیال کوٹ دفتر ہذا میں برائے ریلو
موصول ہوا۔ مصنف مدوح نے قرآن۔ احادیث صحیحہ و اقوال سلف سے
ثابت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں ہو سکتی
میرزا یوں کے تمام اعتراضات مندرجہ پا کرٹ ایک کا نہایت عمدگی سے جواب دیا
ہے۔ دلائل نہایت قوی اور عالمانہ ہیں مصنف کی یہ کوشش وحی قابل داد ہے۔
میرزا یوں کی زہریلی تعلیم سے بچنے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ کرنا اور اپنے پاس
رکھنا ضروری ہے قیمت ۴ روپے۔ ملنے کا پتہ:

مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب۔ کوٹلی لواران مغربی ضلع سیال کوٹ
الکتاب الحکمتہ: اس نام کا ایک رسالہ جناب خلیفہ سلطان احمد خان صاحب مرم
کوٹ اندھا دھوا ضلع گومد پورے۔ تالیف فرما کر میرزا یوں کے ایک مشہور اعتراض
کا زبردست دُستور جواب دیا ہے میرزا لکھا کرتے ہیں کہ سید ابن مریم علیہ السلام
عربی زبان اور قرآن مجید سے ناواقف ہو گا۔ اور یہ بات شان نبوت کے منافی
ہے۔ کہ نبی اللہ سو کر کوئی کی طرح کتب میں الف۔ ب۔ ت۔ پڑھے۔ اسے وہ نہیں آ
سکتا۔ اس مختصر رسالہ میں قرآن مجید کی آیت و بیانہ الکتاب والحکمت سے
میرزا لکھنے کے پرچے اڑائے گئے ہیں قیمت انر علاوہ محصولہ اک
ملنے کا پتہ: رنجبر روڈ میراثیت بک اینٹی میٹھیل ونچی مسجد بھاٹی دروازہ لاہور

جدید محکمہ

- (۱) اژدہا در حلقہ دیدیم ہم رفیقش بلبے ! { از مخدوم محمد امین
گرگ ترو - ہر دورا ہمراہ چو پاں دیدہ ام { صاحب چک مجاہد
- (۲) سوارسہ اسپاں پیادہ رواں { (مولوی عبدالقادر صاحب
تن رومیان چہرہ زنگیاں { چاک مین لائین

میرزائی علماء سے ایک سوال

تمام دنیا کے میرزائی مولوی فاضلوں اور علم کے مدعیوں سے گزارش ہے کہ حسب ذیل سوال کا جواب دیں۔ اور اپنی علمیت اور قابلیت کا ثبوت دیں ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ ان نام کے مولوی فاضلوں میں سے کوئی بھی مری دنیا نہیں ہے۔

ایحیا العالم بالتصوف لا زلت تحیا !
قال قوم ان یحییٰ ان یصغر فحیا !
والی قوم وقالوا لیس هذا البرائی حیا
انما کان صیحا لواجبا لواجب حیا
کیف قل ردوا یحیا والذی اختاروا حیا
انذاهم فی ضلال ام تری وجما یحیا

(محمد اسماعیل رامانی از خوشاب ضلع شاہ پور)

استفسارات

اطباء و علمائے کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ استفسارات کا جواب بفرما کر شاہ
روانہ فرما کر ممنون فرمایا کریں۔ ہر خریدار کا ایک سوال مفت درج ہو سکتا ہے (مدیر)
(۱) شیخ مذہب کا بانی کون تھا؟ (محمد شریف شام)

۲۔ کیا اہل بیت سے ماتم حضرت امام حسین علیہ السلام ثابت ہے؟ کیا کوئی ایسی رعایت موجود ہے جس سے ماتم جائز ثابت ہو سکے (محمد شریف سنہ ۱۳۷۱) عینی شرح ہدایہ اگر کسی صاحب کے ہاں موجود ہو اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو معرفت نیچر شمار الاسلام مطلع فرمائیں: (محمد حسن)

۳۔ کتاب دولت فاروقی مصنفہ سید ابونصوردہلوی مرحوم درکار ہے کوئی صاحب ملنے کا پتہ تحریر فرمائیں (ریجنس سرس)

۴۔ نیا زمند کچھ عرصہ سے درد معقد میں مبتلا ہے۔ قبض بڑھنے پر تکلیف میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً بعد رفع حاجت۔ کوئی صاحب مجرب نسخہ سے فیض پہنچائیں۔ (خواجہ)

نوٹ۔ استفسارات نمبر ۱ و ۲ مندرجہ ماہ ستمبر ۱۳۷۲ء کے جوابات اسی رسالہ میں درج ہیں۔ نمبر ۳ کے جواب میں حکیم ایم لے علی محمد صاحب دہلوی نے چنبل وغیرہ کا اپنا مجرب نسخہ تحریر فرمایا ہے۔ جو مجربات کے تحت میں شائع کیا جاتا ہے۔

میزائیل کے ہتھکنڈے

(از غلام حبیبانی صاحب بھیروی)

پاپائے قادیان کی ذریت کو اپنے پیرو مرشد علیہ ما علیہ کی طرف سے حکم ملا تھا۔ کہ وہ ۸ اکتوبر کو مسلمانوں کے ایمان پر منظم ڈاکہ ڈالے۔ اور تبلیغ کا جامہ تزیور اور دھڑک مضافات و دیہات کے بھولے بھالے اور غافل از دہل و فریب مسلمانوں کو میر نئے آنکھائی ٹی متناقض اور متہافت شطھیات و خرافات سنار دین ضعیف سے گرا کر کے اُن کو ایمان کی دولت عظمیٰ سے محروم کر دیں۔ بحمد اللہ کہ مسلمانان بھیرو پر اس باطل اور مردود فرقے کی حقیقت منکشف ہو چکی ہے اور اب تو

میرزا کے مضحکہ خیز الہامات زبان زد خاص عام ہیں۔ قادیانی پستو پئے در پئے
 شکستوں کے باوجود بھی اپنے گمراہ کن ہنکندوں اور سازشوں سے باز نہیں آتے
 ۸۔ راکو تبر کو میرزائی صبح سے لیکر دوپہر تک معلوم نہیں کہاں روپوش ہے۔ اُن اتنا
 معلوم ہوا ہے کہ حضور پور کے زمینداروں نے اُن کی چرب زبانوں اور شیریں
 لسانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُن کی تعذیر پر کان نہ دھرا اور میرزا صاحبان کا
 قصہ سمجھ کر خوب مذاق اڑایا۔ آخر کار کتابیں بغل میں دبائے ناکام و نامراد واپس
 شہر کو لوٹے۔ بارہ بجے واپس آکر اپنے اپنے بتوں میں گھس گئے۔ دو بجے سے
 ۵ بجے تک شہر میں آوارہ و سرگرداں پھرتے ہیں۔ نینگ پارٹی کا ایک فذ
 ۱۵۔ نوجوانوں پر مشتمل اُن کے تعاقب میں جگہ بہ جگہ پھرتا رہا۔ کسی مسلمان کے سامنے
 میرزائیوں کو تبلیغ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نہ کسی دوسرے فرقے نے انکی
 گمراہ کن تبلیغ کی طرف توجہ کی۔ جہاں بھی گئے۔ اُنہوں نے یہ شکر گہر و خصلت
 کر دیا۔ ۵۔ برواں دام بر مرغ دگر نہ

کہ عقار بلند است آشیانہ

اس طرح ان بچاروں نے خدا ذکر کر کے دن گذارا۔ بھیرہ میں خدا کے فضل و کرم سے
 میرزا ئیت مردہ ہو چکی ہے۔ میرزائی حلقوں پر موت طاری ہے۔ ہمارے شائع کردہ
 اشتہارات القول الصیح فی اثبات حیات المسیح۔ کذاب اکبر۔ اور
 میرزا ئیت کی موت کے جواب سے میرزائی عاجز آچکے ہیں۔ مناظرہ میں جس خفت و
 ندامت کا سامنا انہیں کرنا پڑا۔ اُس کی تلخ یاد کبھی بھی اُن کے دلوں سے محو نہیں
 ہو سکتی۔ اگر مسلمان اسی طرح کمر ہمت باندھ لیں۔ تو اس دجالیت کا خاتمہ بالکل
 معمولی بات ہے۔ کیونکہ جس مکان کی بنیاد ریت پر ہو۔ کب تک اُس کی خیر
 منائی جاسکتی ہے۔

ساتھ ہی حضرت قبلہ مولانا ظہور احمد صاحب گبوی صدر حزب الانصار بھی سختی

تبرک و تہنیت ہیں کہ جن کی قادیانیت شکن تقاریر و تحاریر سے میزرائی قصہ خلافت کی بنیادیں متزلزل ہو چکی ہیں۔ اور جن کی قومی و ملی خدمات سے مسلمانانِ صلح شاہ پور کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یہ وہ قابلِ قدر ہستی ہے جس نے صلح شاہ پور میں قادیانی رنہزنانِ ملت کا قاقب کر کے مسلمانانِ صلح شاہ پور کے تبلیغِ ایمان کو ان کی زد سے بچا لیا۔ اور اس اڑے وقت میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی۔ آخر میں جس دعا کرتا ہوں۔ کہ خدائے قدوس مولائے موصوف کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ تاکہ آپ کی حنفیہ اور شیش بہا سچا و نیر و مساعی جمیلہ سے مسلمانانِ صلح شاہ پور مستفیض ہوتے رہیں۔ اور فرقہ و ضلالت و مفسدہ قادیانی کے طاعنوں کی فتنہ و فساد کے سیلابِ عظیم سے محفوظ رہیں۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد
(خاکسار غلام جیلانی بھیدی)

حرب الانصار کا تیسرا سالانہ عظیم الشان جلسہ

مورخہ ۱۰/۱۱/۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱/۱۲/۱۳۵۱ھ شعبان ۱۳۵۱ھ ہجری
موافق ۲۶/۲۷ مگر ۱۹۸۹ھ انجمن۔ بروز سہفہ و آیت دار بقام
جامع مسجد بھیرہ نہایت ترک احتشام سے منعقد ہوگا۔ ملک بھر سے
نامور علمائے کرام و صوفیائے عظام کے شامل ہونے کی توقع ہے۔ ہر قسم کے
بالکل اصحاب جمع ہونگے۔ ایسے بابرکت مجمع میں شرکت کے لئے ہر مسلمان کو
کوشش کرنی چاہئے۔ زندگی میں ایسے مبارک اجتماع میں شرکت کا بار بار
موقع نہیں ملتا۔

نیچر

مِنْ الْإِصْرَاءِ إِلَى اللَّهِ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکن بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ پھر اڑھائی سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کیساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم دارالعلوم غزنیہ قائم ہو چکا ہے۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرنے اور انہیں و فضل و عزائیت کے دام نرویر سے نجات دلانے کے لئے نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بھیرہ میں ایک عالیشان وقتی کتب خانہ (لائبریری) کا قیام زیر تجویز ہے مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھئے رسالہ شمس الاسلام کا خریدنا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورا کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لیتا پڑتا ہے یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک کل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ رہے جہاں رسالہ نہ جانا ہو۔ اہل دیہہ و اہل محلہ چندہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کر دیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے۔ کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں۔

مندرجہ ذیل تبلیغی کتب دفتر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ سے مل سکتی ہیں

تراجمی
چالی دلاویر سحر
کاغذی

بارقہ عینیہ

فتاویٰ اجتناب الحنفیہ
یعنی ہندوستان کے صدی علماء کا متفقہ فتویٰ جو بارہ
عقد جو از نظر سنیہ یا مروشیعی یا مرزائی قیما ہے

اسلامی پریس

تحقیق
اب

سو دہائے مزار جس میں مرزا قادیانی کا دلائل قاہرہ سے مرقی ثابت کیا گیا ہے (رواۃ عشریہ نہایت مکمل قیمت ۵۰) { یخبر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ کی محرفت منگو میں

اعلان

منجانب آستانہ عالیہ سیال شریف

بھیرہ ضلع شاہ پور سے بادرت مولانا مولوی ظہور احمد صاحب گجڑی عرصہ پورے دو سال سے جریدہ شمس الاسلام جاری ہے۔ یہ جریدہ آستانہ عالیہ سیال شریف کا نمائندہ ہے۔ اس کا اجراء میری مرضی کے مطابق ہوا۔ یہ جمل قلم کا زمانہ ہے قلم کے ذریعہ دنیا میں انقلاب پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ غیر مذاہب کے اعتراضات جوابات۔ تبلیغ حق کے لئے ایسے رسالہ کو جاری رکھنا اور اس کی اعانت کرنا ہر مسلمان کا اسلامی فرض ہے جس قوم کی تاریخ نہ ہو۔ وہ بہری اور جس کا اخبار نہ ہو۔ وہ گونگی سمجھی جاتی ہے شمس الاسلام خالص خالص اسلامی دینی و تبلیغی پرچہ ہے۔ احناف کی شاندار خدمت بجا لارہا ہے جس قدر نمبر شائع ہو چکے ہیں ان سے احقاق حق البطل باطل اور اعلاء کلمتہ اللہ پوری طرح عیاں ہے فقیر عام مسلمانوں سے عموماً اور اراکین آستانہ سیال شریف سے خصوصاً متوقع ہے کہ وہ اس جریدہ کے خیر یار بن کر اس کی مالی مشکلات دور کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا الْكِبَالَ

حزب فقیر محمد الدین غفرلہ سجادہ نشین آستانہ سیال شریف

۹۔ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

باحتمال ظہور احمد گجڑی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر فیوٹریم پریس سرگودھا ہے چھپکچھ بھیرہ ضلع شاہ پور سے شائع ہوا